# الحق یعلو ولا یعلیٰ

بحمد اللہ والمنۃ کہ درین عہد مسعود لت مہد بسعی کارپردازان باہمت رسالہ الموسوم

سنہ ۱۹۰۹ء

# اثبات خلافت

سنہ ۱۳۲۷

ت منشی سعید علی و فاضل جلیل السید سجاد حسین صاحب مصنف رسالہ سجادیہ

گیسن پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا (صلی اللہ علیہ و آلہ) حقیر پر تقصیر سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم
و مغفور متوطن بہڑہ سادات واقعہ سادات باہرہ ضلع مظفر نگر اپنے برادران ایمانی کی خدمت با سعادت
میں عرض کرتا ہے کہ مابین حضرات اہل سنت و شیعہ قدیم الایام سے خلافت ہوئی پر تنازع چلا
آتا ہے اسلام کے اتفاق باہمی کی برہمی کا سبب اگر دیکھا جاے تو سوائے نزاع خلافت اور کوئی
امر ظاہر نہ ہوگا ۔ عقلا سابقین و محققین اولین اپنی اپنی تالیفات میں یہ بات طے کر چکے ہیں کہ
جب کبھی مسلمانوں میں تلوار کھنچی اور جدال و قتال ہو کر مفاسد کی بنیاد قایم ہوئی وہ خلافت
کی وجہ سے چنانچہ علامہ شہرستانی نے ملل و نحل میں اس معاملہ کو ان لفظوں سے طے کر دیا ہے
اعظم خلاف بین الامۃ خلاف الامامۃ اذ ما سل سیف فی الاسلام علی قاعدۃ دینیۃ
ما سل علی الامامۃ فی کل زمان یعنی بڑا اختلاف اسلام امامت کی تشخیص میں امت کا مختلف
ہونا تسلیم کیا گیا ہے اسی پر مسلمانوں میں تلوار علم ہوئی یہی جھگڑا خونی ندیوں کے بہنے کا سبب ہوا
خدا اور رسول و معاد کے تمام فرق اسلام و بالخصوص سنی و شیعہ قائل ہیں گو کہ بعض جزویات صفات
و نبوت میں باہم تھوڑا اختلاف عظیم رکھتے ہیں مگر خدا کی وحدانیت اور جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ

و الہ کے نبی برحق ہونے میں کیسکو کلام نہیں اگر بعد نبی مسلمان امر خلافت میں نہ جھگڑتے اور بمتابعت ارشاد نبی اس شخص کی خلافت کے معتقد ہوتے جس کے لئے جناب سرور کائنات صلعم نے حکم دیا تھا تو پاک مذہب اسلام تا دوام وبائے مخالفت سے بچکر دن دونی ترقی کرکے کہیں سے کہیں پہنچ جاتا اور اتفاق باہمی سے جو عمدہ نتائج مترتب ہوکر بحق قوم فائدہ بخش ہوتے ہیں اُن میں مقدس اسلام پورا حصہ پاتا بہ ثبوت اس کے کہ اسلامی دنیا میں تخم عداوت نزاع خلافت سے سوائے قول شہرستانی متذکرہ صدر جناب مولوی خلیل احمد صاحب مولف ہدایات الرشید و مطرقۃ الکرامہ کا ارشاد مطرقہ کے صفحہ ۱ سطر ۱۴ سے بلفظہ پیش کرتا ہوں (مسائل اعتقادیہ میں سے فی مابین فریقین سب سے زیادہ اختلاف مسئلہ امامت میں ہے تاہم بہر حال یہ امر بلا قیل و قال مسلم ہے کہ قاطع بنیاد اتحاد تعین و تخصیص امامت ہے اکثر حضرات نے حقیر سے فرمایش کی کہ ایک مختصر مگر جامع رسالہ اسباب خاص میں لکھدیا جائے تاکہ اردو دانوں کو جو کہ اسوقت ہندوستان میں عموماً ہیں فائدہ پہنچائے اور ہر طالب حق پر حقیقت خلافت بوجہ اتم ظاہر ہوجائے لہذا نحیف نے بایں جہالت و بے مائگی یہ رسالہ جسکا نام

## آفتاب خلافت

ہے لکھدیا انشاء اللہ ہر اہل انصاف سمجھنے لگا کہ بعد غروب مہر نبوت ماہ امامت کون بزرگ تھا خدا سے بواسطہ آئمہ علیہ السلام مستدعی ہوں کہ بعوض بازپرس الحمد جمیع ان کا نام ان دین حق میں شمار کیا جائے اور میرے اجداد و آباد و اعمام و اخوان کو داخل علیین میں مقام عالی عطا فرمائے آمین ثم آمین

## شروع مضمون رسالہ

جاننا اور سمجھنا چاہیے کہ شیعہ بعد اقرار وحدانیت و عدالت و نبوت امامت کو جزو ایمان سمجھ کر اصولی اعتقادی جانتے ہیں بلا اعتقاد امامت ایمان کو صحیح نہیں سمجھتے - بخلاف انکے حضرات اہل سنت امامت کو بحقیقت محض سمجھ کر ایک فروعی علمی چیز بلکہ اس سے کم درجہ پر

شمار فرماتے ہیں چنانچہ مطرقۃ الکرامہ متذکرہ بالا کے صفحہ ۱ سطر ۱۴ پر لکھا ہے (اہل سنت خلافت
کو فروعی علمی کہتے ہیں اور شیعہ اسکو اصولی اعتقادی سمجھتے ہیں) حقیر نے بہ جواب مطرقۃ الکرامہ
ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے جس کے تقریباً پچاس جزو ہیں اُس میں کتُب اہل سنت سے یہ بات
ثابت کردی ہے کہ خلافت باقرار علمائے اہل سنت بھی یہ ہی اقتدار رکھتی ہے کہ داخل
اصول دین سمجھی جائے افسوس ہے جس خلافت پر سنی و شیعہ مدار ایمان جانتے ہیں اور جس
کے منکر کو خارج از فرد اسلام سمجھتے ہیں اُسکو بہ ضد و عداوت شیعہ اہل سنت ایسا بے قدر جانتے
ہیں کہ فروع اسلام سے بھی کم درجہ پر خلافت کو تبلانے لگتے ہیں وہ ہی مولف صاحب مطرقہ
کے صفحہ ۹ سطر ۸ اپر تحریر فرماتے ہیں (جسکو تحقیق مذہب کا شوق ہو عموماً غور فرمائیں کہ
خداوند عالم جل و علا شانہ نے قرآن پاک میں ادنیٰ ادنیٰ فروعی مسائل کو بیان فرمایا ہے
و لیکن کسی قدر فاصلہ کے لکھتے ہیں) جو امر اصلی اعتقادی ہو وہ صراحت و وضاحت کے ساتھ
کتاب میں ضرور مذکور ہو ورنہ یہ بالبداہت خلاف عقل ہے کہ امور فروعی غیر ضروری کو
تو باہتمام بیان فرمائے اور اعتقادی ضروری مہتم بالشان کا ذکر بالکل چھوڑ دے) یہ
عبارت بہ ندائے صاف کہہ رہی ہے کہ خدائے پاک نے امور فروعی غیر ضروریہ کو بصراحت
و وضاحت قرآنیہ بیان فرمایا ہے اور امامت کا اصلاً ذکر نہیں کیا) یہ تحریر بزبان حال گویا ہے کہ امامت
فروعی غیر ضروری چیزوں سے بھی نمبر آخر رکھتی ہے افسوس ہے کہ اس خاتم المجتہدین اہل سنت نے
قرآن حفظ کر کے بھلا دیا یا کہ بعداوت منصب امامت سمجھ بوجھ کر انکار کیا کہ ذکر امامت سے
اوراق قرآن سادہ نظر آتے ہیں اس لکھنے سے قرآن کی جلالت و عزت میں بڑا فرق آگیا
کیونکہ مسلمانوں کو اسپر بڑا فخر و ناز ہے کہ قرآن رطب و یابس پر شامل ہے۔ کوئی چیز ایسی نہیں
جس کی خبر دہی سے کتاب اللہ معطل ہو جو لوگ قرآن کو ذکر امامت سے خالی تبلاتے ہیں
وہ مطلق عزت قرآن نہیں جانتے معتقدین صاحب مطرقہ غور فرمائیں جبکہ بقول اُن کے ادنیٰ
ادنیٰ اور تمام امور فروعی کا بیان داخل قرآن ہو اور امامت کا بالکل نہ ہو تو تیہ درد لاطائلہ

دلایا بس اور دیگر آیات کی جگہ اسکے ہم معنیٰ ہیں تصدیق ہوگی خشکی اور تری دونو صفات سے بری بھی جائیگی ہر گاہ خلافت ایک بے حقیقت چیز ہے جسکو خدا نے خارج از کلام خود فرمادیا تو اہل سنت ایسے خلفاء کی خلافت کے منکر کو کافر کیوں تبلاتے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب ہفتم میں لکھتے ہیں (حق تعالیٰ در قرآن مجید منکر خلافت ثلاثہ را نیز در آیہ استخلاف کافر فرمودہ) مولوی عبدالحئی لکھنوی جنکا پایہ علمی نہایت ملبند ہے اپنے فتاوے مطبوعہ لکھنو میں بجواب اہلسنت اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

## سوال

روافض را کافر اعتقاد باید کرد یا نہ

## جواب

ایں مسئلہ قدیماً و حدیثاً مختلف فیہ ہست و تحقیق اینست کہ منکر خلافت صدیق اکبر یا منکر جناب ایشاں برائے خلافت یا حلال دانندہ سب شیخین باشد در اکثر کتب فقہ اورا کافر نوشتہ اند (و انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر) فتاوائے عالمگیری میں ہے (من انکر عن خلافۃ ابی بکر و عمر فقد کفر) تعجب ہے کہ جو چیز فرعی ہو اور جس کے ذکر کو قرآن کے کسی گوشہ میں جگہ نہ ملے اسکا انکار منکر کو کافر بنا کر کشاں کشاں جہنم میں لے جائے علمائے اہل سنت بھی عجیب خوش خیال ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن میں خدا نے خلافت کا ذکر نہیں کیا شاہ صاحب رقمطراز ہیں کہ آیۂ استخلاف میں منکر خلافت ثلاثہ کو کافر کہا گیا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ابوبکر و عمر کی خلافت کا منکر کافر ہے نہ معلوم ان اقوال مخالف اور متضاد میں سچا کون ہے بحمداللہ بہ اقرار بعض علمائے سنیہ یہ بات بالضرور ثابت ہوگئی کہ خلافت کا منکر کافر ہے چونکہ سوائے انکار اصول الزام کفر عاید نہیں ہو سکتا۔ لہذا خلافت کا داخل اصول ہونا لازم آگیا اہل سنت جو خلافت کو اصول دین میں داخل نہیں کرتے لہذا اُن کا دین ناقص ہے اور شیعہ کا امامت کو اصول سمجھنے سے کامل۔

پس واضح ہو گیا کہ سنی نہ اہلبیت کو اچھا سمجھتے ہیں اور نہ اُن سے دینیات میں کوئی مسئلہ اخذ کرتے ہیں۔ بلکہ اُلٹے درپے توہین و تذلیل ہیں اہلبیت نبوی سے بجائے برگشتہ ہیں کہ انکے صریح دشمنوں کو اچھا جانتے ہیں تمام عالم کو اسپر اتفاق ہے کہ یزید پلید سے زیادہ دشمن اہلبیت کوئی نہیں گذرا مگر حضرات اہلسنت دردل اسکو بھی لایق درود و سلام جانتے ہیں زمانہ حال میں مرزا حیرت دہلوی مالک گمنام گزٹ نے اپنا اور اپنے ہم مذہبوں کا عقیدہ ظاہر کردیا اخبار ۲۳ ۔ فروری ۱۹۰۸ء مطابق ۹۔ محرم ۱۳۲۶ھ کو پڑھو انشاء اللہ فقرات ذیل بے کم و کاست وقف نظر ہوں گے۔

(۱) حضرت یزید علیہ الرحمۃ

(۲) اب ہم اسبات کو دکھاتے ہیں کہ حضرت یزید علیہ الرحمۃ کی نسبت

(۳) اس شاہ اسلام کو بدنام کرنے کے لئے بعض لوگوں نے عربی کے چند اشعار موزوں کئے

(۴) اسوقت دمشق میں سینکڑوں جلیل القدر صحابہ یزید علیہ الرحمۃ کے دربار میں موجود تھے۔

(۵) جس جوش اور صاف دلی سے حضرت یزید علیہ الرحمۃ کی تعریف کی ہے صفحہ ۳

میرے پاس اسبات کا ثبوت کہ تمام اہلسنت یزید کو اپنا ہادی و امام و شاہ اسلام جانتے ہیں اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ اکثر سنیان ہندوستان اُن کے اخبار کے خریدار اور مال سے مددگار ہیں و مبدم اُن کے اخبار کی اشاعت سنیوں میں بڑھتی جاتی ہے اگر مرزا کی تجویز ناپسند خاطر ہوتی تو ایسے اخبار کو جسمیں یزید قابل رحمت تجویز کیا گیا ہو یک قلم خریدنا چھوڑ دیتے۔ المختصر شیعہ و سنی میں درباب خلافت جو نزاع ہے وہ صرف اسقدر سنی کہتے ہیں کہ خلیفہ رسول وہ ہوسکتا ہے جسکو چار آدمی خلافت کے لئے اجماعی صورت سے منتخب کرلیں چونکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں بہ مقابلہ انصار حاضرین جلسہ نے حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرلی لہٰذا وہ اجماع امت سے خلیفہ ہو گئے۔ شیعہ کا قول ہے کہ خلافت کے لئے اجماع ضروری نہیں ہے اور نہ خلافت حضرت ابوبکر پر اجماع ہوا۔ ورنہ اجماع کوئی وقعت رکھتا ہے

دیکھو وقت خلافت جناب آدم علیہ السلام فرشتوں نے متفق اللفظ ہو کر جناب باری سے عرض کیا تھا کہ حضور بنی آدم کو خلیفہ نہ کریں اُن کی خلافت باعث مفاسد ہوگی وہ باہم خونریزیاں کرکے زمین کو تختہ فساد بنا دیں گے۔ حضرت جل و علا نے اُن کی مجموعی را ے کو توڑ کر فرمایا (انی اعلم ما لا تعلمون) یعنی ہم تم سے دانا تر ہیں جس بات کو ہم جانتے ہیں اُس کی حقیقت سے تم آگاہ نہیں ہو سکتے جبکہ مقربان بارگاہ الہٰی کا جو کہ باتفاق معصوم ہیں عدم تجویز خلافت اجماع صحیح نہیں ہوا تو چند خود غرض اور غیر معصوم لوگوں کا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں اجماع اور کثرت رائے جس عنوان سے محمود سمجھا جاتا ہے وہ بھی حضرت صدیق کے لئے معرض وقوع میں نہیں آیا اجماع اسکو کہتے ہیں کہ تمام صحابہ تجہیز نبی سے فارغ ہو کر اول بہ طریق ماتم پرسی اہلبیت کی دلداری کرتے ایسے سخت حادثہ پر اُن کو دلاسا دیتے پھر مسجد نبوی میں جمع ہو کر باجود ہا مشورہ کرکے اہل بیت یا جماعت صحابہ سے کسیکو منتخب کرکے مسند صدارت پر بٹھاتے مگر ایسا ہرگز نہیں ہوا اکابر صحابہ جن میں شیخین عند السنیہ شمار کئے جاتے ہیں نبی کو بے غسل و کفن چھوڑ کر ایک بدمعاش زمانہ (سقیفہ بنی ساعدہ میں) جا گھسے اور وہاں بہ تجویز حضرت عمر و ابو عبیدہ جراح حضرت صدیق خلیفہ رسول مان لئے گئے عوام الناس و جہلا نے اُسکا نام اجماع رکھ لیا اجماع کے لئے جو باتیں ضروری ہیں اُنکو حقیر نے بہ وضاحت تمام تر رسالہ دلیل المتحیرین و اعجاز داودی میں لکھدیا ہے جس مقام پر حضرت عمر ایسے خدا اُس جگہ اُن کے درجات عالی کرے اُنھوں نے اپنے عہد خلافت میں اجماع کی پوری حقیقت ظاہر کردی ایک روز سر منبر کہدیا کہ بیعت ابو بکر ناگہانی طور پر بلا مشورہ اور سوچے سمجھے واقع ہو گئی تھی خدا نے اُس کی شرارت سے بچایا اگر آئندہ کسی نے مثل ابو بکر حصول خلافت میں مبادرت کی تو اُسکو قتل کرا دیا جائیگا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے بھی تحفہ کے باب دوہم میں تسلیم کرلیا ہے کہ بے شبہ خلیفہ دوم نے ایسا کہا تھا اگر حضرت عمر کو اُن کے

سچا جانتے ہیں تو صدیق کی خلافت کو اجماعی نہ کہیں بلکہ مادہ شرارت سمجھیں اور نیز مثل اُن کے معنی خلافت کو واجب القتل۔ بخلاف اہل سنت شیعہ کا مقولہ ہے کہ خلافت ہونی اُس کے لئے زیبا ہے جس کے لئے خدا نے قرآن پاک میں حکم فرمایا ہو اور جس پر نبی نے نص فرمائی ہو چنانچہ حقیر نے رسالہ اعجاز داؤدی میں چند آیات واحادیث مثبت ومثبر خلافت لکھدی ہیں چونکہ واقعہ غدیر بہ جمیع الوجوہ مثبوت خلافت مرتضوی کے لئے نص قاطع ہے۔ لہذا اُسکی حقیقت پر حضرات اہل سنت کو مطلع کیا جاتا ہے۔ اگر حضرات سینہ بہ ترک تعصب و اعتساف نظر فرماہوں گے تو انشا اللہ یہ چند اوراق اُن کی ہدایت کے لئے کافی ہوجائیں گے

## واقعات متعلق بہ واقعہ غدیر از کتب سینہ جن سے حضرت امیر کی خلافت ثابت ہوتی ہے

کتب اہل سنت میں وارد ہوا ہے کہ خدائے کریم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کو مطلع فرمایا کہ آپ کا زمانہ حیات بہت کم باقی ہے مناسب ہے کہ علی مرتضیٰ کی ولایت کا اعلان کردو چونکہ آپ کے صحابہ میں منافقین بہ کثرت تھے نظر برآں آنحضرت اُس کے اظہار سے بخوف فساد نہایت دل تنگ ہوئے آپ کو کھٹکا ہوا کہ منافقین مجکو جھٹلائیں گے اور سرتابی کرکے فتنہ وفساد پرآمادہ ہوجائیں گے۔ حضرت نے بارگاہ حافظ حقیقی میں عرض کیا کہ اے دافع البلیات وکاشف الکربات میں اپنی تنہائی پر افسوس کرتا ہوں خوف ہے کہ میرے لشکری جن میں اکثر منافقین ہیں میری ہدایت پر نچلیں اور درپئے تکذیب ہوجائیں آنحضرت نے بخیال مصرعہ بالا چندروز تعمیل حکم میں تامل کرکے انتظار موقع کیا اسی عرصہ میں حج کا زمانہ قریب آگیا کیونکہ بعلم نبوت حضرت کو معلوم تھا کہ سال آیندہ کے حج میں ہم شریک نہونگے اور ہمارا حج آخری یہی ہے لہذا آپ نے قبائل عرب میں منادی کرادی کہ امسال سب اہل اسلام ہمارے ساتھ طواف بیت اللہ میں شریک ہوں مورخین لکھتے ہیں کہ ایک لاکھ سے زیادہ

مسلمانوں کا مجمع مکہ میں ہو گیا حضرت امیر کی خلافت کے اعلان کا حکم تو آ ہی چکا تھا اس موقع پر حضور نے اس کے اظہار کا موقع دیکھ کر بحکم (الکنایہ ابلغ من التصریح) بہ اشارہ صریح اُسکا اعلان بہ ایں عنوان کیا کہ روز عرفہ ناقہ قصوی پر جلوہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس ہماری وفات کا زمانہ قریب پہنچا یقین کہ پیک رب العالمین آئے اور میں بہ شوق لقائے پروردگار لبیک کہوں تمہاری ہدایت کے لئے دو چیزیں عظیم القدر کہ ایک دوسرے سے بالاتر ہیں چھوڑتا ہوں اور وہ دونوں باہم ایسے پیوستہ ہیں کہ تا حوض کوثر ملے جلے میرے پاس پہنچیں گے اگر تم ان کا اتباع کروگے گمراہی میں نہ پڑوگے اہل سنت کے چند علمائے اور بالخصوص شاہ صاحب نے حسب صراحت صدر اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اسجگہ بلا خوف تکرار کلام صحاح ستہ سے صحیح ترمذی کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں قال جابر رأیت رسول اللہ صلعم فی حج یوم عرفہ و ھو علی ناقتہ القصوی یخطب فسمعتہ یقول ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی واھل بیتی۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے مکہ معظمہ میں بروز عرفہ ختمی مآب کو دیکھا کہ ناقہ قصوی پر سوار تھے اور عامۃ الناس سے فرماتے تھے کہ میں کلام مجید اور اپنے اہلبیت کو تم میں چھوڑتا ہوں اگر ان دونوں کی اطاعت کروگے کبھی گمراہ نہ ہوگے ہر چند کہ آنحضرت پورے طور پر بہ تعمیل ارشاد باری تبلیغ فرما چکے تھے اور بہ ظاہر جامع الفاظ میں تعظیم و تکریم اہلبیت کی تمام مدارج کو طے فرما دیا تھا لیکن مشیت ایزدی میں اس سے زیادہ تصریح و توضیح مناسب معلوم ہوئی۔ جبکہ آنحضرت مکہ معظمہ سے مدینہ کو واپس ہوئے غدیر خم پر پہنچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بعد تحفہ درود عرض کیا کہ ملک العلام نے آپ کو یہ پیغام دیا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس یعنی اے ہمارے حبیب جس حکم نے کہ تم پر حسن نزول پایا ہے اسکو حقیقت تک پہنچا دو اور اگر

نہ پہنچاؤ گے تو گویا تم نے ہماری رسالت ہی نہیں کی اور آپ کچھ خوف و اندیشہ نہ کریں شرور شیاطین و فساد معاندین سے ہم بچانے والے ہیں اس آیۂ مبارکہ پر اہل بصیرت کو گہری نظر ڈالنی چاہیے (لفظ ما انزل الیک) سے صاف صاف عیاں ہے کہ قبل از نزول آیہ آنحضرت پر کوئی حکم نازل ہوا تھا جس کے ابلاغ میں آپ نے تامل فرمایا تھا چونکہ وہ حکم جلیل اور مہتم بالشان تھا لہٰذا اس کے پہنچانے میں بحدے تاکید ہوئی کہ سلب منصب رسالت کی دھمکی دی گئی بہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تنبیہہ جو آنحضرت پر شدید الفاظ میں کی گئی یہ سرور کونین کی کسی غفلت یا سہل انگاری کا بدل نہ تھا بلکہ اسکا سبب اصلی وہ بیم تھا جو کہ حضور انور کو اپنے ساتھیوں اور مصاحبوں کی جانب سے لاحق ہو رہا تھا۔ خدائے پاک کا حفاظت معاندین سے اطمینان دلانا صاف و صریح طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آنحضرت کو جماعت مفسدین کا اندیشہ ہوتا تو آپ ایک لمحہ بھی اُس کے حکم کے پہنچانے میں تامل نفرماتے جو حضرات غایت خوش اعتقادی سے (الصحابۃ کلہم عدول) کہہ کر تمام اصحاب کو عادل جانتے ہیں اُنکو جملہ (واللہ یعصمک من الناس) پر غائر نظر کر کے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ اُن نیک اطوار صحابہ میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کے سامنے آنحضرت کا حکم خدا کا پہنچانا خلاف مصلحت سمجھ کر متامل تھے اور بوجہ اپنی تنہائی اور اُن کی شرارت و بدکیشی کے خائف و ترسان تھے آنحضرت کا صحابہ سے خوفناک ہو کر حکم باری کو معرض تعویق میں ڈالنا جملہ بالا مندرجہ آیہ (بلغ) سے مثل آفتاب نمایاں ہے۔ حضرات اہل سنت سمجھ کر ارشاد فرمائیں کہ تبلیغ احکام الٰہی میں آنحضرت کو کس گروہ سے اندیشۂ فساد تھا مسلمان یا کفار ظاہر ہے کہ مخالفان اسلام سے کوئی مظنۂ فساد درباب تبلیغ احکام نہ تھا کیونکہ وہ نفس نبوت کے منکر تھے اُن کے زعم ناقص میں اسلام ہر طرح قابل قدح تھا وہ لوگ جزاً و کلاً مخالف تھے اُن کی نظر میں اسلام کا کوئی حکم ممدوح نہ تھا سبکو مذموم اور ساختہ و مجوزہ

معلوم جانتے تھے جو کچھ بھی خوف تھا وہ ان ظاہری مسلمانوں سے تھا جو کہ تمغہ اسلام
گلے میں ڈالے ہوئے کفار سے ہزار درجہ مثل دشمن خانگی مخرب اسلام اور اس کی جڑ کے
اکھاڑنے والے تھے اور جن سے بحکم آیہ وافی ہدایہ مندرجہ سورہ تحریم یا ایہا النبی
جاھد الکفار والمنافقین آنحضرت مامور بجدال وقتال تھے علاوہ بریں کفار کو اسلام
کو امور اسلام میں نہ کوئی دخل تھا اور نہ عقلاً ورواجاً ہو سکتا تھا کیونکہ ہر سلطان کو
کسی قانون کے جاری کرنے یا ولی عہد کے بنانے میں اپنی رعایا سے کھٹکا ہوا کرتا ہے
غیروں اور مخالفین سلطنت سے اندرونی انتظام میں کوئی اندیشہ نہیں ہوتا پس بوجوہ
بالا ثابت ہو گیا کہ جن لوگوں سے آنحضرت خائف ہو کر اعلان خلافت مرتضوی
میں ساکت تھے اور جن کے شر و فساد سے بچانے کا خداوند عالم جل شانہ نے وعدہ
فرمایا تھا وہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل لشکر تھے جن کو اہل سنت بلا قید
اخیار و اشرار اچھا سمجھنے والے ہیں۔

ابن مردویہ عالم اہل سنت کا کتاب مناقب سے بیان پیش کرتا ہوں عن ابن عباس
قال لما امر اللہ رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان یقوم بعلی فیقول لہ
ما قال فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا رب ان قومی حدیثو بالجاھلیۃ ثم مضی
بحجتہ فلما اقبل راجعاً نزل بغدیر خم انزل اللہ علیہ یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک الی آخرہ

علامہ سیوطی نے تفسیر دُر منثور میں اس سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر لکھا ہے۔ اخرج ابو الشیخ
عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ بعثنی برسالۃ
فضقت بھا ذرعا وعرفت الناس مکذبی فوعدنی لابلغن او لیعذبنی
فانزلت یا ایھا الرسول بلغ قال رسول اللہ یارب انما انا واحد کیف
اصنع یجتمع علی الناس فنزلت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ خلاصہ ہر دو

روایات کا یہ ہے کہ آنحضرت نے اعلان خلافت مرتضوی پر عذر کیا کہ میری قوم یعنی اصحاب تازہ مسلمان ہیں اور جوش جہالت سے ان کے سینہ بھرے ہوئے ہیں عجب نہیں کہ درپئے تکذیب ہو جائیں میں اپنی تنہائی سے لرزاں ہوں اسپر خدا نے آیہ یاایھاالرسول کو نازل فرمایا جو کہ مشتمل بیتا کید اکید تھی اہل سنت دیکھیں کہ ان کے مذہب کے کیسے کیسے عالیقدر علما ایسیات کو تصدیق کرتے ہیں کہ آنحضرت اپنے اصحاب سے مطمئن نہ تھے اور انکو پورا مطیع نجانتے تھے بلکہ بوجہ جہالت اُن کی شرارت سے افسردہ طبیعت تھے حقیقت الامر یہ ہے کہ آنحضرت کے صحابہ اکثر جاہل و لایعقل محض تھے اُن کے نزدیک اسلام کو سلام کر کے کافر ہو جانا چندان دشوار نہ تھا۔ بعض امور میں بخوف ارتداد صحابہ حضرت نے سکوت و تامل فرمایا ہے اسموقع پر مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانئ مدرسہ دیوبند کا جو کہ سیوں میں بڑے مناظر گذرے ہیں اظہار قلمبند کیا جاتا ہے مولویصاحب موصوف رسالہ تصفیۃ العقائد مطبوعہ مطبع مجتبائی واقعہ دہلی کے صفحہ (۲۸) سطر ۱۰ پر یہ ایں خلاصہ لکھتے ہیں۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و الہ وسلم نے جاہلان امت سے جو اخیر میں بکثرت مسلمان ہو گئے تھے بیقین ارتداد و مخالفت کر کے کعبہ کو منہدم کر کے بنا ر ابراہیمی پر نہ بنایا اور دہلیز کو زمین سے نہ لگایا اور دروازہ شرقی و غربی تیا یا حضرت نے خیال فرمایا کہ تغیر بنائے کعبہ سے اتنا ہرج اسلام لازم نہیں آتا جتنا مسلمانوں کے مرتد ہونے سے ہو گا۔ حضرات اہل سنت توجہ فرمائیں کہ جب گروہ گروہ جاہل بقول محمد قاسم صاحب نبی کے گردو پیش ایسے جمع رہتے تھے جنکو اسلام کا ترک کر دینا ایک سہل بات تھی اور جبکہ آنحضرت خائف ہو کر کار منصبی سے معطل رہتے تھے تو ایسے لوگوں سے خوف کر کے اگر حضرت نے اعلان خلافت مرتضوی میں درنگ فرمائی تو کیا عجب ہے۔ اہل عقل کو غور کرنا چاہیئے کہ جن اپنے ہم نشینوں اور مصاحبوں سے آنحضرت کو اپنی حیات و سلطنت میں حتمالطنہ بغاوت تھا انھوں نے بعد وفات اپنے خبث طینت کو کس حد تک پہنچایا

ہو گا۔ ہائے افسوس واللہ جگر پھٹا جاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جناب سرور کونین کے مصاحب کس درجہ بے اعتبار تھے یہ وقت تو حضرت کی حکومت و ثروت و تندرستی کا تھا خود سر جماعت فی الجملہ دبی ہوئی تھی۔ مگر حضور کے صاحب فراش ہوتے ہی آنکھیں بدلنے لگے لشکر اسامہ کی شرکت سے سرتابی کی دوات و قلم کے قصہ میں بر سر جلبہ ایسے کلمات لاتعنی کہے دہذیان اخکو یاد کرکے ابن عباس اتنا روتے تھے کہ سنگریزہ مسجد تر ہو جاتے تھے۔ بہ مجرد انتقال حکومت کی تک و دو میں اپنے سردار کے جنازہ کو بیدفن چھوڑ کر سقیفہ میں چلے گئے چنانچہ مولوی خلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں تسلیم کر لیا ہے کہ شیخین نے دفن سرور عالم پر انتظام خلافت کو اس واسطے مقدم کیا تھا کہ آپ کی نعش اقدس سڑنے بگڑنے متعفن ہونے سے محفوظ تھی) بعد ازیں اہلبیت نبوی کو مجبور کیا کہ اُن کی بیعت کریں جبکہ انھوں نے انکار کیا گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر گستاخانہ حرکات سے پیش آئے وراثت کو اُن سے ضبط کر لیا جناب سیدہ کے رونے سے جو کہ وفات پدری پر بعید درد جگری کیا جاتا تھا کراہت ظاہر کی خاندان نبوت میں جب کبھی کسی کو چارہ سوائے بیہ کی چیر اس ندی اس سے بلا تکلف واضح ہو گیا کہ وہ لوگ قطعی دشمن آل رسول تھے اور یہ ایسی کثرت حضرت کے گرد و پیش تھے کہ سوائے منافقین دل سوز کم نظر آتا تھا سوا فقین بوجہ قلت درجہ ندرت پر پہنچے ہوئے تھے۔ اگر منافق بکثرت نہ ہوتے تو آپ جب اندراج تفسیر در منثور مندرجہ بالا یہ نفرماتے (انما انا واحد کیف اضع یجتمع علی الناس آنحضرت کا خدا سے اپنی تنہائی کا عذر کرنا صاف طور پر منافقین کی زیادتی تعداد کا ثابت کرنیوالا ہے۔ ہر چند کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت بلا فصل پر ہمارے پاس دلائل بیحد و انتہا ہیں۔ کتاب الفین جبیں دو ہزار دلیلیں مندرج ہوئی ہیں اسی باب خاص میں ترتیب ہوئی ہے جبکا ذکر تحفہ میں شاہصاحب نے کیا ہے۔ مگر آیہ دیا آیہا الرسل موصوف الصدر اس مادہ میں خاص ہے پس حق طلب آدمی کے لئے یہ بات قابل

ہے کہ آیہ یا ایہا الرسول کب اور کس تاکید میں نازل ہوئی اور بعد نزول آنحضرت نے کیا عمل فرمایا اگر تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ تاکید شدید جناب ختمی مرتبت پر حضرت امیر کی خلافت کے ظاہر کرنے میں ہوئی تھی اور آنحضرت اسکا اعلان کرکے جناب علی مرتضیٰ کو اپنا مستقل جانشین کر چکے تھے مگر امت نے بطمع حکومت و ریاست حضرت امیر کے عہدۂ خداداد کو بہ اتفاق یک دگر ضبط کرکے اپنر ابواب ظلم و جور کشادہ کیے تو پھر خلفائے ثلاثہ کو محب رسول و تابع اہلبیت خیال کرکے اُن کی خلافت کا معتقد ہونا زبردستی وادی ضلالت کی تاریک گھاٹیوں میں سرگرداں ہونا ہے واضح ہو کہ ۲۲ کس علمار سنت جن کے اسمار گرامی ذیل میں لکھے جاتے ہیں اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ آیۂ یا ایہا الرسول غدیر میں حج آخر سے لوٹتے ہوئے نازل ہوئی نام اُن علمار سنیہ کے حسب الذیل ہیں

## فہرست اسمار محدثین و علمار جو کہ نزول یا ایہا الرسول کے میدان غدیر میں ناقل ہیں

[1] ابن ابی حاتم عبد الرحمان بن محمد [2] احمد بن عبد الرحمن الشیرازی [3] احمد بن موسیٰ بن مردویہ [4] احمد بن محمد الثعلبی [5] ابو نعیم احمد بن عبد اللہ [6] علی بن احمد الواحدی [7] مسعود بن ناصر السجستانی [8] عبید اللہ بن عبد اللہ الحکانی [9] ابن عساکر علی ابن الحسن [10] امام فخر الدین رازی [11] محمد بن طلحۃ النصبی ۔ [12] عبد الرزاق بن رزاق اللہ الرسعی [13] حسن بن محمد النیشاپوری [14] علی بن شہاب الدین الہمدانی [15] علی بن محمد المعروف بابن الصباغ مالکی [16] محمود بن احمد العینی [17] عبد الرحمان بن ابی بکر السیوطی [18] محبوب عالم بن صفی الدین [19] جعفر [20] حاجی عبد الوہاب بن محمد [21] جمال الدین عطار اللہ بن فضل اللہ الشیرازی [22] شہاب الدین احمد [23] مرزا محمد خاں بدخشانی

اگر تمام علمار کی عبارتیں نقل کی جائیں تو طوالت ہوگی جسکو شوق ہو حدیث غدیر کی جلد دوم میں جو کہ از جملہ مجلدات عبقات الانوار ہے صفحہ (۲۶۹) سے تا صفحہ (۲۴۵) ملاحظہ فرمالیویں تمام کتابوں کی عبارت مع توثیق علمار انشاء اللہ وقت نظر ہوگی اسجگہ بنظر تکثیر

ناظرین صرف امام فخر الدین رازی کا بیان تفسیر کبیر سے پیش کیا جاتا ہے۔ صاحب تفسیر نے
نزول آیۂ یا ایہا الرسول، کے دس سبب درج تفسیر فرمائے ہیں دسواں سبب جو قرار دیا ہے
اسکو عرض کیا جاتا ہے العاشر نزلت ہذہ الآیۃ فی فضل علی رضی اللہ عنہ ولما نزلت
ہذہ الآیۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ فلقیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت
مولائی ومولی کل مومن ومومنۃ وھو قول ابن عباس والبراء بن عازب و
محمد ابن علی یعنی دسواں سبب یہ ہے کہ یہ آیت فضیلت علی میں نازل ہوئی ہے بوقت نزول
نبی اکرم نے علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی بھی مولا ہیں خدایا جو
علی کو دوست رکھے اسکو تو بھی دوست رکھ اور جو اُن سے دشمنی رکھے تو بھی اُن سے دشمنی
رکھ اس اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جناب امیر سے ملاقات کر کے فرمایا کہ مبارک ہو
کہ آج اچھی صبح کی تھی آپ نے کہ میرے اور کل مومنین اور مومنات کے مولے بنے اس واقعہ کو
ابن عباس اور براء ابن عازب اور محمد بن علی (امام محمد باقر) نے روایت کیا ہے۔ ان میں
دو صحابی ناقل روایت ہیں اور ایک امام نجم خاندان نبوت ہے جناب ابن عباس کا شمار صنادید
مفسرین میں ہے اُن کے بیان کا مؤید و مثبت امام باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے میں یقین
نہیں کر سکتا کہ کوئی مرد مسلمان معاذ اللہ حامل علوم اولین و آخرین باقر علم النبیین کے بیان
ہدایت بنیان کو محمول بہ کذب کر سکے۔ رشید الدین خاں صاحب تلمیذ جناب شاہ صاحب نے
شوکت عمریہ میں لکھا ہے کہ آئمہ دوازدہ گانہ سے جو روایات کہ صحیح طریقہ سے مروی ہوں
اپر یقین کرنا عین ایمان ہے۔ عبارت یہ ہے، اگرچہ آئمہ اطہار علیہم السلام مستند امت
اند و اخبار آں اخیار مفاتیح مغلقات و مصابیح ظلمات و مصادر حکمت و مظاہر شریعت ست
لیکن کلام در طریق وصول آں اخبار ست بسبب اوقات روایت یکصد فرقہ نزدیک اہل
فرقہ مامون و غیر آں مطعون میباشند لہذا ہر فرقہ روایات مرویہ را در طریق خود مسلم

میدارد و اخبار مرویہ را در فرقۂ مخالف حذف مقدوح می انگارد) نتیجہ کلام بزبان اُردو یہ ہوا کہ ائمہ اہلبیت کے احکام و روایات مستند ہیں سنی اُن احادیث کو مان سکتے ہیں جو کہ اُن کے طریقہ میں منقول و ماثور ہوں - چونکہ فخرالدین رازی نے جو کہ سنیوں میں از جملۂ مشاہیر معدودہ ہیں تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر قایل تھے کہ نزول آیہ غدیر میں ہوا ہے نواب سنیوں کو باتباع ارشاد رشید الدین صاحب ماننا چاہیا ہے کہ خلافت مرتضوی منصوص من اللہ ہے اگر کچھ بھی چون وچرا کریں گے اپنے ۲۲ کس علمار کی غلط نویسی کا خواہ مخواہ اقرار کرنا پڑے گا شاید بعض حضرات امام فخرالدین رازی کو نامعتبر سمجھ کر کہدیویں کہ ہم اُن کی تحریر پر پابند کئے جانے سے مجبور نہیں ہو سکتے لہذا اُن پر لازم ہے کہ دیگر علمار مندرجہ صدر کے اقوال پر نظر کریں اگر تمام عالموں کی کتب نہ دیکھ سکیں در منثور علامہ سیوطی و تفسیر شاہی محمد محبوب عالم کا ملاحظہ فرمائیں انشار اللہ وہ ہی عبارت پیش نظر ہوگی جو کہ بحوالہ امام فخرالدین رازی اوپر نقل کی گئی ہے - اگر ہر دو علمار موصوف بالا کا اعتماد دکھیا مد نظر ہو تو تحفہ کے باب سوم کو دیکھیں جس میں ان بزرگواروں کی جلالت شان کا اظہار شاہ صاحب نے بایں الفاظ کیا ہے (اہل سنت نیز از حضرت امام موصوف یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام و دیگر ائمہ در تفسیر روایات وارند چنانچہ در در منثور مبسوط اندو در تفسیر شاہی مجموع و مضبوط -

پس بغرض تسکین ناظرین حبیب السیر سے واقعات غدیر پیش کر کے اپنے دعوے کو ثابت کرتا ہوں کتاب موصوف میں لکھا ہے کہ سبب نزول در آں منزل یعنی غدیر آں بود کہ قبل از ان حضرت اقدس نبوی بحسب وحی سماوی مامور شدہ بود کہ جناب ولایت مآب مرتضوی را بخلافت خویش نصب نماید و آنحضرت اظہار ایں صورت را جہتے دریافتہ وقتیکہ از اختلاف مامون باشد در عقدۂ تاخیر انداختہ بود) یہ فقرہ پکار پکار کر بزبان فصیح کہہ رہا ہے کہ آنحضرت بہ ایں خیال اعلان خلافت مرتضوی میں تامل ہو کر موقعہ کو دیکھ رہے تھے کہ اغیار ہمنجایہ

ے مدینہ خالی ہو دچوں بہ موضع غدیر خم رسید معلوم شد کہ پس از تجاوز آں مکان طوایف
مسلمانان از موکب ہمایوں جدا شدہ بطرف منازل خود خواہند رفت و ارادۂ ازلی
مقتضی آں بود کہ تمامی آں مردم از خلافت شاہ ولایت وقوف یابند ایں آیت نازل شد
(یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (یعنی استخلاف علی والنص علیہ بالامامۃ
فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس چوں بہ تنزیل کریمۂ مذکورہ
وجوب نصب امیر المومنین بخلافت بہ تحقیق انجامید حضرت رسالت در ایں موضع منزل گزید
وفرمود تا سایۂ بعضے از درختاں را صفا دادہ پالان ہائے شتران را جمع ساختہ بر زیر
یک دیگر نہادند و بلال حسب فرمودۂ رسول متعال ندا کرد کہ (الصلوٰۃ جامعۃ) و بروایتے
آواز دادند کہ (حی علی خیر العمل) خلایق مجتمع گشتہ رسول صلعم بر بالائے آں پالان ہائے
آمدہ علی مرتضیٰ نیز بہ فرمودۂ آنحضرت بالا رفتہ بر یمین سید المرسلین بہ ایستاد حضرت صلعم
بعد ادائے حمد و ثناء باری تعالیٰ از انتقال خویش بعالم فنا مردم را آگاہ گردانید و فرمود
من درمیان شما دو امر عظیم میگذارم اگر تمسک بداں کنید گمراہ نشوید و یکے از اں بزرگتر
است از یک دیگر و آں دو گرانمایہ قرآن و اہلبیت من اند و ایں ہر دو از یک دیگر
جدا نشوند تا در لب حوض کوثر بمن رسند پس فرمود ( ایہا الناس الست اولیٰ بکم
بانفسکم ( آیا نیستم من اولیٰ بہ شما از نفس ہائے شما از اطراف و جوانب آواز بر آمد کہ بلے آنحضرت
فرمود ہر کہ من اولیٰ ام از نفس او پس علی ہم اولیٰ است و آنگاہ دست شاہ ولایت
را گرفتہ گفت من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار) دیگر
علمائے سُنیہ نے بھی جن کے نام اول بیان کئے گئے ہیں اپنی اپنی تالیفات میں یہ
ہی مضمون لکھا ہے۔ بلکہ بعض نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ حضرت امیرؑ کو رسول اکرم
نے اتنا بلند کرکے لوگوں کو دکھایا کہ سپیدی بغل نمایاں ہو گئی چونکہ مضمون مندرجہ

بالا بلا کسی تاویل کے صریحاً خلافت مرتضوی پر دلالت کرتا ہے لہذا مناسب موقعہ معلوم ہوتا ہے کہ مولف حبیب السیر کا اقتدار دکھایا جائے کہ اہل سنت میں کس شان و منزلت کے عالم تھے شاہ صاحب نے تحفہ میں چند موقع پر کتاب حبیب السیر سے استدلال کیا ہے دوچار مقام دکھلاتا ہوں باب ہم میں بہ مقام بحث لشکر اسامہ لکھتے ہیں (ایں بت آنچہ در روضۃ الصفا و روضۃ الاحباب وحبیب السیر و دیگر تواریخ معتبرہ سنی وشیعہ موجود است باب یازدہم میں لکھتے ہیں کہ از معالم وتفسیر حسینی و معارج و روضۃ الاحباب وحبیب السیر و مدارج النبوۃ چناں ظاہر میشود طعن چہارم میں بہ مقام مطاعن حضرت ابوبکر بہ اثبات فضائل صدیق کتاب مذکور سے احتجاج فرمایا ہے مولوی حسام الدین سہارنپوری نے اپنے رسالہ مرافض والروافض میں چند موقع پر استخراج مطالب کیا ہے پس جبکہ علمائے محققین سنیہ حبیب السیر سے استدلال کرکے اسکو معتبر قرار دے چکے تو لامحالہ اہل انصاف وحق طلب لوگوں کو یقین کرنا چاہیے کہ نزول آیۂ یا ایہا الرسول غدیر خم میں ہوا ہے اور وہ مشتمل ہے اظہار و اعلان خلافت پر اگر سنی صاحب اس کے معتقد ہونگے تو اپنے علمار کی جماعت کثیر کو نا معتبر وخلاف گو تسلیم کرنا پڑے گا چونکہ حضرات سنیہ کی طبائع مقدسہ کو حضرت امیرؑ سے پوری دل آویزی و نیازمندی نہیں ہے لہذا ان سے جہاں تک ممکن ہوسکتا ہے اُن کے فضائل ومحامد کے دبانے چھپانے مٹانے میں پورا حصہ لیتے ہیں اگر کچھ بھی ممکن نہیں ہوتا تو معنی بدل کر ایسا بنا دیتے ہیں کہ فضیلت بدل کر دوسرا رنگ چڑھ جائے ناظرین منتظر رہیں انشاء اللہ ظاہر ہوتا جائے گا کہ اس حدیث غدیر کے کیسے دلچسپ معنی بیان فرمائے ہیں اور انکار صحت واقعہ میں کیا کیا مکر ہربانی کی ہیں (۱۵۶) علمائے عراق وفارس وہند وسند نے حدیث غدیر کی صحت کا اقرار کیا ہے سب علمائے اہل سنت کے نام مع توثیق جلد دوم حدیث غدیر از صفحہ (۶۷) لغایت (۲۴۴) درج ہیں از انجملہ اسجگہ صرف ایک عالم کا بیان حوالہ قلم کرتا

ہوں امام احمد بن حنبل جو کہ اہل سنت کے ائمہ اربعہ سے گذرے ہیں اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں۔ احد ثنا عبد اللہ حدثنی ابی ثنا عفان ابو عوانۃ عن المغیرہ عن عبید عن میمون ابی عبد اللہ قال قال زید بن ارقم وانا اسمع نزلنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بواد یقال لہ وادی خم فامر بالصلوٰۃ فصلاھا بہجیر قال فخطبنا وظل لرسول صلی اللہ علیہ وسلم بثوب علی شجرۃ سمرۃ من الشمس فقال ألستم تعلمون او لستم تشہدون انی اولیٰ بکل مومن من نفسہ قالو بلیٰ قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ نتیجہ کلام یہ ہوا زید ابن ارقم جو کہ صحابہ جلیل الشان سے ہیں کہتے ہیں کہ وادی غدیر میں آنحضرت نے عین گرمی کے وقت میں اصحاب موجود الوقت سے فرمایا کہ میں تمہارے نفسوں سے اولیٰ ہیں ہوں سبھوں نے تسلیم کر کے کہا کہ بے شبہہ حضور پر نور ہماری جانوں سے اولیٰ ہیں جب سب لوگ یہ اقرار کر چکے اسوقت ارشاد ہوا جسکا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں خدایا جو علی کو دوست رکھے اُسکو تو بھی اپنا دوست رکھ اور جو اُس کا دشمن ہو وہ تیرے دشمنوں کے ساتھ محشور ہو

بحمد اللہ مضامین مندرجہ صدر سے یہ بات بوجہ اتم ثابت ہو گئی کہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت کے اعلان پر آنحضرت ضرور مامور ہوئے تھے اور بوجہ نفاق و شقاق صحابہ آپ نے متشوش ہو کر اُسکا فوری اظہار نامناسب سمجھ کر تامل فرمایا چونکہ بعلم خداوندی آنحضرت کی وفات کا زمانہ قریب تھا اور اس حکم کا معرض التوا میں رہنا جائز نہیں تھا لہذا ایسی تاکید شدید کی گئی جس کی عدم بجا آوری سے بالفاظ ظاہر سلب منصب نبوت کی دھمکی دی گئی نیز یہ بھی عامۃ الناس پر حالی کیا گیا ہے کہ وہ ایسہ ضروری اور لابدی حکم ہے جس کے نہ پہنچانے سے نبوت بیکار محض ہے واقعات تاسعہ چونکہ بلا قال وقیل و دخل تاویل حضرت امیر کی خلافت بلافصل کے ثابت کرنیوا

ہیں اور ایسا ثابت ہو جانا مذہب سنیہ کی بیخ کنی و بربادی کا قوی سبب ہوتا ہے
لہذا آئمہ محققین سنیہ نے اسی ٹربا بن عنوان پردہ ڈالنا چاہا کہ اپنی کتابوں میں ذکر ہی نہ کیا
امام محمد اسمعیل بخاری و امام مسلم نے اس میں پورا حصہ لیا ہر دو محدثین محققین نے مطلق قلم
نہیں ہلایا - چنانچہ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں بہ مقام تذکرۂ غدیر لکھتے ہیں و
قد قدح فی صحتہ کثیر من ائمۃ الحدیث ولم ینقلہ المحققون منہم کالبخاری و مسلم
و الواقدی یعنی بخاری و مسلم نے واقعہ غدیر کو نقل نہیں کیا حضرت بخاری بھی عجیب محدث
یا دیانت ہیں خوارج و نواصب سے احادیث درج کتاب کرتے ہیں اور آئمہ اہلبیت سے
ایک لفظ نقل نہیں کرتے میرزا حیرت دہلوی نے بھی اپنے رسالہ خلافت شیخین میں تحریر فرمایا
ہے کہ حضرت بخاری نے امام جعفر صادق یا کسی دوسرے امام سے کوئی روایت اخذ نہیں
کی اہل دانش غور فرمائیں کہ جو لوگ اس درجہ محتاط تھے کہ خاندان نبوت کا نام لکھنا مکروہ
سمجھتے تھے وہ ایسے معاملہ کو جو کہ مثبت خلافت تھا کب نوک قلم پر لا سکتے تھے مگر آفتاب
نہ خاک ڈالنے سے چھپ سکتا ہے اور نہ کسی کے شعلہ حسد سے اس کے نور میں تیرگی آ سکتی
ہے دیگر علمار نے اپنی تالیفات میں درج کر کے لکھدیا کہ گو بخاری و مسلم کا قلم اس
میدان میں رکا ہے مگر اُن کا نہ لکھنا اس کے غیر واقعہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا - حضرات
اہل سنت فرماتے ہیں کہ اصلیت صرف اتنی ہے کہ یمن کے سفر میں چند صحابی مثل خالد ابن
ولید و بریدہ وغیرہ حضرت امیرؑ سے ناراض ہو کر رسول اکرم صلعم سے شاکی ہوئے تھے
آپ نے بہ نظر تنبیہہ و تادیب شاکین فرما دیا تھا کہ جسکا میں مولا ہوں اس کے علی بھی
مولیٰ ہیں اور مولے کے معنی محب و ناصر کے ہیں - صاحب حکومت و ریاست کے نہیں
ما فہم لوگ معنی تراش علمار کی کتابوں میں یہ مضمون دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ بے شبہ مولے
کے یہی معنی ہوں گے - شیعہ جو حاکم اولیٰ بالتصرف سمجھ کر حضرت امیرؑ کی خلافت بلافصل
کے معتقد ہوئے ہیں اور انکا نصب خلفہ اعتقاد کئے ہوئے ہیں یہ اولے معنی ہے

میں یقین کرتا ہوں کہ اگر مصنفین اہل سنّت کو حقیقت حال پر اطلاع ہو جائے تو ضرور ہے
کہ سخن ساز لوگوں کے دام فریب سے نکل کر سیدھے راستہ پر آجائیں۔ بعنایت الٰہی
تحریر صدر میں اور تو جملہ امور طے ہو گئے البتہ یہ بات قابل تحقیقات معلوم ہوتی ہے کہ
مولےٰ کے معنی محب و ناصر کے ہیں یا کہ متصرف فی الامور یعنی حاکم و بادشاہ کے جناب
شاہ صاحب نے تحفہ کے باب ہفتم میں قطعی فیصلہ کر دیا ہے (کہ اہل عربیۃ قاطبۃً انکار کردہ اند
کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ آمدہ ست) یعنی رموز دان لغت عرب کو اسکا انکار ہے کہ مولےٰ کے معنی
اولیٰ کے نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے لوگوں کو دھوکہ دیا (تمام) علماء اہل
سنت مقر ہوئے ہیں کہ مولی بہ معنی اولیٰ ہے جلد دوم حدیث غدیر کو از صفحہ (۲۴۶) تا صفحہ
(۴۳۸) دیکھ جاؤ سب علماء کے نام مع توثیق وقف نظر ہوں گے اسجگہ ایک مشہور عالم کا بیان
لکھے دیتا ہوں علامہ ابن جوزی تفسیر زاد المسیر میں لکھتے ہیں (مولاکم قال ابو عبیدہ اسے
اولیٰ بکم) جو حضرات کہ جناب شاہ صاحب کے تحفہ کو بہ چشم عزت دیکھتے ہیں اور اُس کے ہر ہر
حملہ کو صحیح جانتے ہیں اُن کو بہ چشم نیم وا زر ہمارے علمائے کرام کی تحقیقات پر نظر کرنی چاہیے
کہ کثیر التعداد لوگوں کے بیان سے مولیٰ کو بمعنی اولیٰ ثابت کر کے شاہ صاحب کو تا بہ دوازدہ
پہنچایا ہے بقول بعض علمائے اہل سنّت لفظ مولیٰ ایک معنی پر مستقل نہیں ہو سکتا بلکہ چند انواع
مشتمل ہے جلال الدین سیوطی نے در منثور اور محمد طاہر گجراتی نے مجمع البحار اور ملا علی قاری
نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ المولیٰ یقع علی معان کثیرۃ فھو الرب والمالک والسید
والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار وابن العم والحلیف والعقید
والصھر والعبد والمنعم علیہ معنی کہ لفظ مولیٰ کے بیان ہوئے ہیں اُن میں رب
اور مالک اور سید و منعم بھی داخل ہیں تعجب ہے کہ بایں وسعت معنی اولےٰ بہ تصرف کو بعید
خیال کیا جاتا ہے اگر حسب عقیدہ سنیہ محب و ناصر تک مولیٰ کو محدود کیا جائے تو کسی عاقل
کی عقل اسکو نہیں مان سکتی کہ جناب ختمی مرتبت محض حضرت علی کی محب مومنین کہنے سے اتنا

ڈریں کہ اپنی ذات کو تنہا خیال کر کے منافقین و جہلا صحابہ کی کثرت سے تنگدل ہوں اور یہ واہمہ پیدا ہو کہ قوم بوجہ جہالت اُن کی تکذیب کر کے بر سرِ شورش ہو جائیگی خدا بھی یہاں تک مصر ہوا کہ اس کی عدمِ تبلیغ پر تمام محنت و کوشش آنحضرت کو عبث و لاشئے قرار دینے کی دھمکی دی اور یہ بھی اطمینان دلائی کہ آپ خوف نہ کریں بید ھڑک ہو کر کیدیں ہم شرور معاندین سے حفاظت کریں گے اور حضرت بھی اس کے اعلان میں اتنا بڑا بھاری انتظام کریں کہ جنگل کو خس و خاشاک سے رفت و روب دلائیں پالان شتر کا ممبر بنائیں خطبہ فصیح و بلیغ پڑھ کر اپنے اہلبیت کے حقوق تعظیمی بیان کر کے اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیں اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ مجکو خدائے علیم نے حکم دیا ہے کہ علی کے حق میں تین باتیں تم سے بیان کردوں (انہ سید المسلمین و امام البررۃ المتقین و قائد الغر المحجلین) دیکھو کتاب توضیح الدلایل علی ترجیح الفضائل جس میں خطبہ غدیر نقل ہوا ہے اس سے قطع نظر کرکے حضرات اہلِ سنت امام فخرالدین رازی کے ارشاد و تذکرہ کو دیکھیں اور پھر بجائے خود انصاف فرمائیں کہ مولے کے معنی محب و ناصر کے کیونکر ہو سکتے ہیں امام موصوف تفسیر کبیر میں جس کا ذکر پہلے بہ نقل عبارت آچکا ہے بہ روایت ابن عباس و بروایت ابن عازب و جناب امام محمد باقر علیہ السلام قلم فرما ہوئے ہیں کہ جس وقت آنحضرت علی کو مولائے مومنین بیان فرما کر ممبر پالان سے نیچے تشریف لائے اسوقت جناب عمر نے بہ مقام تہنیت بہ صد شگفتگی و بشاشت ارشاد فرمایا کہ ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولے کل مومن و مومنۃ یعنی اے پسر ابو طالب مبارک ہو کیا خوب صبح کی آپنے کہ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولا ہوئے۔ محاورۂ اردو میں حضرت عمر کے اس جملہ کو اصطلاح بولا جاتا ہے بھائی آج اچھے کا مُنہ دیکھا تھا کہ خدا نے فلاں نعمت دی اگر حسب خیال اہل سنت مولے کے یہی معنی ہیں جو کہ وہ بیان کرتے ہیں تو حضرات کو ماننا پڑے گا کہ قبل از اعلان مجتبے مرتضوی حضرت عمر بھی از جملہ معاندین اہلبیت تھے کیونکہ حضرت عمر کے بیان کا

سیاق ظاہر کرتا ہے کہ روز غدیر کی صبح کو حضرت امیرؑ اُن کے دوست ہوئے روز
گذشتہ تک نہ تھے اہل عقل سوچیں کہ رسم مبارکبادی ہمیشہ امر جدید کے واقع ہونے
پر ادا کی جاتی ہے اگر پہلے سے فاروق وجناب امیرؑ باہم دل آویزی رکھتے تھے تو تہنیت
چہ معنی دارد اور اگر بغض و عناد تھا تو خالد ابن ولید وغیرہ شاکین ومترابین اور حضرت
عمر میں ایک بالشت کا فرق بھی نہیں رہتا - اسجگہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان
مدارج النبوۃ سے پیش کرتا ہوں

## عبارت مدارج

ایں حدیث صحیح ست و روایت کردہ اند جماعتے ترمذی ونسائی واحمد وطرق او بسیار ست
و روایت کردہ اند جمعے کثیر از صحابہ و گواہی داد ند بر آں مر علی را در وقتیکہ نزاع کردہ شد
با وے در ایام خلافت وے و بسیارے از اسانید وے صحاح وحسان ست و التفات
نیست بقول کسے کہ سخن کردہ ست در صحت وے ہرگاہ بقول اہلسنت مولےٰ کے معنی محب
وناصر کے ہیں اور اولےٰ بہ تصرف کے نہیں تو حضرت امیرؑ نے بوقت نزاع خلافت اُس کو
کیوں پیش کیا اور اصحاب نے کیا سمجھ کر گواہی دی - اگر محبت ونصرت اہل اسلام حضرت امیرؑ
ترک کرتے اور کوئی مسلمان اُسکا مواخذہ برپا کرتا تو صحابہ گواہی دے سکتے تھے کہ بے شبہہ
نبیؐ نے علیؑ کے ذمہ اسکو قایم کیا تھا مگر یہ اُس سے دست کش ہوتے ہیں - خلافت کی بحث
میں حضرت امیرؑ کا اسکو مفید خود سمجھ کر پیش کرنا صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ وہ مولےٰ
کو اولیٰ بہ تصرف جانتے تھے اور اس دستاویز کے گواہاں حاشیہ نشین صحابہ رسول، یہ کبھی
سمجھے ہوئے تھے ملا علی قاری شارح بخاری لکھتے ہیں کہ حدیث غدیر کی صحت میں
شک نہیں بلکہ وہ کثرت نقل سے درجہ تواتر پر پہنچ گئی ہے جس وقت کہ حضرت امیرؑ سے
خلافت پر نزاع ہوا تو تیس کس صحابہ نے اسپر گواہی دی - احتیاطاً عبارت نقل کی جاتی
ہے ان ھذا حدیث صحیح لا مریۃ فیہ بل بعض الحفاظ عدہ متواتراً اذ فی

روایتہ لاحمد انہ سمعہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثون صحابیا وشہدوا بہ
لعلی لما نوزع ایام خلافتہ علمائے اہلسنت کی حق پوشی و ناحق کوشی بھی قابل
ملاحظہ ارباب خرد ہے شیخ عبدالحق حسب صراحت بالا ایسا کچھ لکھ گئے کہ جس کے معائنہ سے
اونے بہ تصرف سمجھنے میں کوئی واہمہ نہیں رہتا۔ لیکن با این ہمہ تسلیم و تصدیق آگے کہتے
ہیں "لیکن در دلالت وے بر استخلاف علی رضی اللہ عنہ و نصب او بہ امامت نزد اہل سنت
وجماعت سخن ہست" یہ عجب گورکھ دھندا ہے سب کچھ کہہ گئے مگر نتیجہ میں وہی مرغے کی ایک
ٹانگ بخاری ومسلم نے اصل واقعہ کو پوشیدہ کیا شیخصاحب نے سب کچھ لکھ لکھا کر مطلب بیان
مذہب گریز فرمایا ابھی شیخصاحب ذرا چونکو منہ پر گلاب چھڑکو ہوش میں آؤ حضرت امیر بقول
ملا علی قاری ۳۰ کس صحابہ عدول کو حسب تصریح ابراہیم وصابی صاحب کتاب الاکتفاد
فقط ۱۲ صحابی بدری شامل ہیں بدلیل حدیث غدیر اپنی خلافت کے صحیح ہونے پر حلف
دلا رہے ہیں اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ "در نصب او بامامت نزد اہل سنت وجماعت سخن ہست"
ہمتو برابر کتابوں میں یہ دیکھتے ہیں کہ اہل سنت لفظ صحابہ کے نام پر مٹے ہوئے ہیں
کیسا ہی کیوں نہو اُسکو عادل جانتے ہیں۔ ایکطرف اصحاب خدا ورسول کو حاضر ناظر جانکر
یہ بہ رہے ہیں کہ نبی نے غدیر میں علی کو اپنا خلیفہ کیا آپ بخلاف صحابہ فرماتے ہیں کہ
نزد اہل سنت سخن ہست نہ معلوم جناب اس لکھنے میں سچے ہیں یا صحابہ گواہی دینے میں اگر
جناب کی تحریر کو مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ ایک بڑی بھاری جماعت اصحاب نے
جھوٹی گواہی دی اور علی نے اُنکو رشوت دے کر یا کسی دوسرے ذریعے سے غلط شہادت
دلوائی۔ بفرض محال ہم تسلیم کئے لیتے ہیں کہ مسافران ملک یمن کی تنبیہ کے لئے حضرت
نے فرمایا تھا کہ جنکا میں دوست اور مددگار ہوں اُس کے علی بھی ہیں اس کہنے سے
ان لوگوں کی ذات پر کوئی بار نہ تھا جن کی گوشمالی مد نظر تھی۔ بلکہ حضرت علی پابند
کئے گئے جس کے آنحضرت دوست ہیں اُس سے حضرت امیر کو دوستی رکھنا اور اس کی نصرت

کرنا لازم ہو گئی ایسا نہ کریں تو گنہگار ٹھیرتے ہیں حقیر عرض کرتا ہے کہ اس حکم کی خصوصیت حضرت علی کی ذات تک محدود نہیں رہ سکتی بلکہ ہر مسلمان ابیں شامل و داخل ہے جس سے نبی محبت کریں اور جس کے وہ ناصر ہوں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ بھی باتباع نبی ایسا ہی کرے ورنہ بروز جزا سخت ملزم قرار پائے گا۔ سیوں نے بات بنائی مگر بن نہ آئی یمن کے قصہ کو چھوڑ کر اگر اسطرح کہتے کہ حضرت علی مومنین سے کاوش رکھتے تھے ختمی مآب کو یہ امر ناگوار گذرا علی کے دھمکانے اور خوف دلانے کے واسطے آپ نے ایسا فرمایا تھا تا کہ وہ راہِ عداوت ترک کر کے جادۂ موافقت اختیار کریں اور اگر اُن لوگوں کی ہدایت منظور تھی جو کہ راہ یمن میں کبیدہ خاطر ہو کر شکوہ مند ہوئے تھے تو آپ اس طرح فرماتے کہ سنو بھائی مسلمانو جس نے علیؑ سے گراں خاطری کی اُس نے مجھ سے کی اور جوان کا شاکی ہے اُس نے گویا ہماری شکایت خدا سے کی عجب ہے کہ لوگ حضرت علیؑ سے عداوت کر کے رنجیدہ طبیعت آنحضرت ہوں تو یا آپنی اور علی کی جانب سے اطمینان دلائیں کہ میں اور یہ تمہارے دونوں دوست ہیں ایک امر یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ واقعہ غدیر تک حضرت امیرؑ نہ مسلمانوں کے دوست تھے اور نہ نصرت اسلام کرتے تھے اگر یہ صفات ان میں ہوتیں تو نبی تحصیل حاصل کا ارتکاب نہ فرماتے۔ معاملہ غدیر حضرت کی وفات کے حادثہ جانکاہ سے تقریباً اڑھائی مہینے پہلے کا ہے تو گویا ابتدائے رسالت سے تا غروب آفتاب نبوت حضرت علیؑ نے کوئی خدمت اسلام نہ کی۔ البتہ اسلام اور اہل اسلام سے کنارہ کش بلکہ گامزن فرسائے مسلک بغض و حسد رہے واللہ اگر شرق سے غرب تک علماء اہل سنت جمع ہو کر زور لگائیں گے تب بھی اس جگہ مولیٰ کے معنی محب و ناصر ہونے کے ہرگز ثابت نہ ہوں گے ناظرین اُس خطبہ کے الفاظ و مفاد پر نظر ڈالیں جو کہ حضرت نے غدیر میں انشا فرمایا تھا اُس کے الفاظ یہ ہیں والست اولیٰ بالمومنین من انفسہم یعنی اے حاضرین جلسہ تم اسبات کا اقرار کرتے ہو کہ میں تمہارے نزدیک تم سب کی جانوں سے

اولےٰ ہوں سبھوں نے تسلیم کر لیا بغور اقبال بلا فاصلہ آپ نے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں
اُس کے علی بھی مولا ہیں مطلب یہ ہوا درحالیکہ تم لوگ حسب اقرار خود مجکو اپنی ذوات
سے اولیٰ یعنی حاکم سمجھتے ہو تو جو شخص میرے دائرہ حکومت میں داخل ہے علی بھی اُس
کے حاکم ہیں مولوی حسام الدین سہارنپوری صاحب مرافض الروافض ومصنف توضیح
الدلائل نے تسلیم کر لیا ہے کہ صدر کلام میں آنحضرت کا اپنی اولویت کے لئے اقرار کرانا
ظاہر کرتا ہے کہ بحق علی لفظ مولے کے وارد کرنے سے بھی آپ کا یہ ہی مقصود تھا
عبارت توضیح الدلائل یہ ہے (وتصدیر القول بقولہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم
الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین یوبید ھذا القول) بعد ارشاد لفظ مولیٰ
چند کلمہ دعائیہ حضور انور نے بحق جناب امیر فرمائے تھے اُن سب کا اول یہ جملہ ہے (اللھم
وال من والاہ) یعنی خدایا دوست رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو یہ عجب انتظام کلام
ہے۔ پہلے مومنین کو اطمینان دلایا گیا کہ جیسے ہم تمہارے محب اور ناصر ہیں ایسے ہی
علی ہیں اور دعا میں مومنین کو پابند کر لیا جائے۔ کلمات دعائیہ خطبہ کی تائید و
تشید پر واقع ہوئے ہیں (واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ) خوار و ذلیل کر جو علی
کو چھوڑے اور مدد کر اُسکی جو علی کا مددگار ہو یہ الفاظ بزبان حال گویا ہیں جو علیؑ سے
روگردانی کرے اور اُس کے حقوق کا اتلاف چاہے وہ راندہ درگاہ ہو جائے دعا
کے آخر فقرہ نے مولےٰ کے حقیقی معنی کھولدئے (وادر الحق حیث ما دار) یعنی حق کو تابع
علی کر دے جطرف علی ہوں اسی سمت حق بھی بازگشت کرے سمجھ میں نہیں آتا کہ محب
وناصر مومنین سے یہ دعا کیا علاقہ رکھتی ہے نصرت ومعاونت کی ضرورت اسی کو
ہوتی ہے جو کہ (دے یہ تصرف وحاکم خلایق) ہو ہر حالت میں حق کی ملازمت اسے
امر کی رہنمائی کرتی ہے کہ آپ بعد حضرت متصرف فی امور ہیں دور نجائے حضرت عمر بن
جلسہ غدیر میں جو حالت طاری ہوئی اس میں نتیجہ اخذ کیجئے۔ سید علی ہمدانی خلکو اکابر

صوفیہ اپنا رہبر و پیشوا بیان کرتے ہیں کتاب مودۃ القربیٰ میں لکھتے ہیں عن عمر ابن خطاب قال نصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً۔ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ انت شہدی علیھم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال کذ اوکن انفال یا عمر انہ لیس فی ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ماقلت فی علی) حضرت عمر رسول مقبول سے عرض کرتے ہیں کہ جس وقت آپ نے علی کو نصب فرمایا میرے پہلو میں ایک جوان خوش رو پاکیزہ بو یہ کہہ رہا تھا کہ نبی نے وہ عقد باندھا ہے کہ اسکو سوائے منافق کے کوئی نہ کھولیگا پس اے عمر خوف کرکہ تو بھی اسکو نہ کھولے حضرت نے فرمایا وہ گوینڈہ اولاد آدم سے نہ تھا بلکہ جبرئیل علیہ السلام تھے انھوں نے چاہا کہ نمبر تاکید کردیویں جس بات کو کہ میں نے علی کے حق میں بیان کیا ہے اس جگہ مرد عاقل کو نہایت غور کرنا ضروری ہے کہ نبی نے بحق علی کیا عقد کیا تھا جس کے توڑنے والے کو حضرت جبرئیل منافق بتلاکر جناب عمر کو اس کے ارتکاب سے زجر و توبیخ فرمارہے تھے۔ محبی ناصر کی صفت میں تو کسی غیر کی ذات مکفول نہ تھی تمام بار کفالت حضرت امیرؑ کے نفس اقدس پر تھا اگر جبرئیل علی سے کہتے کہ محبت اسلامیان و نصرت اسلام آپ پر فرض کی گئی ہے اسکو فراموش نہ کرنا تو مقام تعجب نہ تھا حضرت جبرئیل کا تمام مجمع میں صرف حضرت عمر کے کان گرم کرنا کیا معنی رکھتا ہے اسکی اصلیت یہ ہے کہ سب سے پہلے عہد غدیر کو اسی بزرگ کی رائے صائب نے توڑا تھا اگر جناب عمر کوشش نہ کرتے تو انتظام مونی میں کوئی برہمی پیدا نہ ہوتی اور قیامت تک بلا انقطاع سلسلہ چلا جاتا۔ مگر چونکہ حضرت دوم کی طبیعت میں خاص طور پر یہ امر مرکوز ہوا تھا کہ نبی کے امور انتظامی کو توڑ ڈالیں اور اپنے ایجاد کو رونق و ترقی دیں بنا بر آں نسے ایسا امر روئے ظہور لایا ناظرین انتظار فرمائیں انشاء اللہ عنقریب وہ بات بیان کئے دیتا ہوں جس سے

ثابت ہو جائے گا کہ سب سے اول عہد نبی کے توڑنے میں حضرت عمر نے مبادرت و جسارت
فرمائی تھی سچ بات یہ ہے کہ بات بھی اسی سے کہی جاتی ہے جو کہ قابل اس کے ہوتا ہے
ہزارہا آدمیوں سے منتخب کر کے صرف حضرت عمر کے کان میں جبرئیل کا ڈالدینا ایسا ہی
تھا جیسا کہ آنحضرت نے تمام ازواج سے بی بی عائشہ کو ایک واقعہ آئندہ کی خبر دی تھی کہ ایک
روز حضرت نے ام المومنین عائشہ سے فرمایا کہ ہماری ازواج سے ایک صاحب عصمت علی سے
سے لڑنے جائے گی جس وقت کہ وہ مقام حواب پر پہنچے گی تو وہاں کے کتّے اس کا خیر مقدم
کریں گے اے حمیرا خیال رکھنا مبادا کہ وہ مجاہدہ تو ہی ہو اتفاقات زمانہ سے جبکہ صدیقہ
شان مردانہ کاری سے حدیث (یا علی حربک حربی) بھلا کر بر سر پیکار روانہ ہوئیں تو راہ میں
سگان حواب نے اپنے معمولی لہجہ سے اُن کی گرم پذیرائی کی کتوں کی عوعو اور عوغو سے
مخدومہ کو وہ تخلیہ کی بات یاد آئی اگر حضرت عمر عہد غدیر پر قائم رہتے تو وہ بھی واپس
چلی آتیں نہ انھوں نے جبرئیل کی سرزنش پر آنکھ کھولی نہ انھوں نے نبی کے کہنے کو کان
سے روئی نکال کر سنا۔ جماعت ازواج سے خاص کر حضرت بی بی صاحبہ سے
اسی لئے کہا تھا کہ وہ ہی عازم وغا ہونے والی تھیں علی ہٰذا حضرت جبرئیل نے بھی
جناب عمر سے اسی واسطے گرم کلامی کی تھی کہ اس میدان میں انھیں کو قدم اُٹھانے والا
سمجھتے تھے بقول شخصے ہر کہ زود برآید دیر نپاید سب سے پہلے آپ ہی نے اچھل کر بخ
بخ۔ ہنیئاً ہنیئاً کہا تھا اور بعد وفات سرور کائنات یہ ہی حضرت مسبوق بہ عہد شکنی
ہوئے تھے اسوقت تو حضرت کی خوشامد سے دفع الوقتی کر دی اور اظہار بشاشت
سے نبی کو اطمینان دلا دیا مگر موقع۔ کے منتظر رہے جب وقت آیا ہرگز نہ چوکے
کہاں کی آیت اور کہاں کی حدیث یہ بھی تو خیال نہ کیا کہ غدیر میں کیا ہوا تھا اور کس
نے حضرت علی کو تہنیت دی تھی سب کو بالائے طاق رکھ کر مونچھوں پر تاؤ دے کے
اپنے خلعے پہنے گھر لے بن گئے حضرات اہل سنت ہم پر ناراض نہوں کہ فاروق حق و

باطل کی جناب میں شوخ چشمی کرکے الزام بد عہدی لگایا جاتا ہے ہمارا یہ شیوہ نہیں کہ کسی کے امام پر اتہام کریں امام غزالی کی عبارت مندرجہ سر العالمین پیش کی جاتی ہے پہلے ہوش کرکے اس کو دیکھیں جو کچھ سخت وسست کہنا ہے اُن کو نہیں ہم لوگوں کو پاکدامن اور بری الذمہ سمجھیں

## عبارت سر العالمین امام غزالی

اسفرت الحجۃ وجہا واجمع الجماھیر علی متن الحدیث من خطبتہ فی یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ یا ابو الحسن ھذا اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ فہذا التسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد ھذا غلب الھوی لحب الریاسۃ وحمل عمود الخلافۃ وعقود البنود وخفقان الھوی فی قعقعۃ الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاھم کاس الھوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمناً قلیلا فبئس ما یشترون خلاصہ کلام غزالی یہ ہوا کہ معاملہ غدیر حضرت امیر کی خلافت پر دلیل روشن ونص صریح ہے اور جناب عمر کا مبارکباد دینا اسوا اقعہ کا پتہ دینے والا ہے کہ انھوں نے آنحضرت کے سامنے رضامندی حکومت حضرت امیر کو پسند کر لیا تھا۔ مگر پھر ہوا وہوس وطمع ریاست ومملکت وفتوحات بلاد وامصار ومداخل اموال ودیگر سامان متعلق ریاست نے انکو مدہوش وخود فراموش کرکے پچھلی حالت پر لوٹا دیا پس بڑی چیز خریدی انھوں نے اسکے بدلہ میں بخیال حقیر اگر اہل سنت زمین وآسمان کو ایک کردیں گے تب بھی امام غزالی کے کلام صدق نظام کے کوئی معنی حسب مراد خود نہ بیان کرسکیں گے عبارت مذکورہ بالا سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ خلیفہ دوم نے مولے کے معنی حکومت وریاست کے سمجھ کر اظہار بشاشت کیا تھا۔ اگر حسب مقولہ اہل سنت وہ مولے کو بمادہ محبت وناصر سمجھتے تو بقول غزالی حکومت مرتضوی پر رضامندی ظاہر کرنا۔ یعنی چہ مضمون مندرجہ صدر کو برہم زن ملت سنیہ سمجھ کر عجب نہیں کہ سر العالمین کو تالیفات امام غزالی سے خارج

رکے کوئی صاحب ناواقفان وجہلا کو دھوکہ دے بیٹھیں کہ بھائی ہمارے امام وپیشوائے ملت
کی یہ کتاب نہیں ہے شیعوں نے اپنی طرف سے گھڑ گھڑا کر اُن سے منسوب کردی ہے بنابر آں لازم آیا
کہ علمائے سنیہ کے بیان سے اُسکا ازجملہ تصانیف امام موصوف ہونا ثابت کردیا جائے
سبط ابن جوزی نے عبارت بالا کو بحوالہ سر العالمین اپنی کتاب خواص الائمہ میں نقل کیا ہے
اور امام ذہبی نے جوکہ فن حدیث میں امام شمار کیے گئے ہیں میزان الاعتدال میں اسکو تصانیف
غزالی سے تسلیم کیا ہے الحاصل سخت حیرانی ہے کہ متاخرین سنیہ نے کس بنا پر اس جگہ مولیٰ
کو بہ معنی محب وناصر اعتقاد فرمایا ہے واقعات غدیر شہادت دے رہے ہیں کہ وہ جملہ کسی
طرح اس معنی پر محمول نہیں ہوسکتا حضرات اہلسنت بدانند خود بوجہ نبیؐ کی اکلوتی بیٹی ہونے
کے جناب فاطمہ علیہا السلام کا بہت ادب کرتے ہیں۔ لہذا معظمہ کا ارشاد دکھلایا جاتا ہے
کہ نبی کی پارۂ جگر اور معدن امامت نے مولےٰ کے کیا معنی سمجھے ہیں شمس الدین محمد جزری نے
اسنی المطالب میں لکھا ہے کہ جبوقت جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ بیعت پر نزاع ہوا
اور دروازۂ اہلبیت پر شور وغوغا مچا تو جناب سیّدہ نے شورپشت جماعت کی طرف
متوجہ ہوکر فرمایا کہ انسیتم قول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت
مولاہ فعلی مولاہ و قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
یعنی معظومہ نے فرمایا کہ اے لوگو تم غدیر کے معاملہ اور حدیث منزلت کو بھول گئے بعد ازیں
عالم موصوف لکھتے ہیں ھکذا اخرجہ الحافظ الکبیر ابو موسی المدینی فی کتابہ اسی طرح
ابو موسیٰ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اگر مولیٰ کے معنی محب وناصر کے تھے اور اسکا علی تعلق
ذات مرتضوی سے تھا تو سیدہ نے بیعت کے جھگڑہ میں اُسکو کیوں دھرایا۔ کلام بے محل
ادنیٰ آدمی کی شان سے بعید ہوتا ہے چہ جائے کہ دختر رسول سیدہ کے استدلال سے
واضح ہے کہ اُنھوں نے مولےٰ کو اولیٰ سمجھ کر تعجباً فرمایا تھا کہ کیا تم عہد غدیر وخبر منزلت
ہارونی کو بھول گئے ہو آج طالب بیعت ہوکر حاکم کو محکوم بناتے ہو ارباب بصیرت انصاف

فرمائیں کہ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاورات و لغات عرب سے سوائے اُن کی پارہ جگر کے جو کہ عقیلہ و فہیمہ و زکیہ و عالمہ تھیں کیا کوئی اور شخص زیادہ واقف ہو سکتا ہے فقرۂ اینتیم سے کیسا افسوس ٹپک رہا ہے مومنین خیال فرمائیں کہ اہلبیت نبی پر وہ کیا قیامت خیز وقت تھا جبکہ اُن کے دھمکانے ڈرانے تابعدار کے لئے عوغا مچا کر لوگ دروازہ پر چڑھ گئے تھے رسول صلعم نے کلمات دعائیہ میں (واخذل من خذلہ) فرمایا ہے پس جن لوگوں نے اہلبیت کو مخذول کیا وہ دعائے نبوی کے اثر میں ضرور آجائیں گے جو حضرات دروازہ فاطمہ پر در باب بیعت طلبی شور کناں ہوئے تھے وہ راندۂ درگاہ باری تھے سینوں کے حال پر نہایت ملال ہے کہ وہ خود کتابیں دیکھتے تھے نہ شیعہ کی ہدایت سے اپنے کتب خانہ کی سیر کرتے ہیں جو کچھ شاہ صاحب لکھ گئے ہیں اُسکو کالوحی جانتے ہیں لفظ مولیٰ پر آپ سے بحث کر چکا ہوں اور آیندہ انشاء اللہ کرنیوالا ہوں کہ حق طلب لوگوں پر راہ ہدایت کشادہ ہو جائے اور ہر طالب راہ صواب سمجھ لیوے کہ لفظ مولیٰ نے کیا اثر دکھایا۔ امام نسائی کتاب خصائص میں لکھتے ہیں کہ جب بشیر و نذیر نے روز غدیر صحابہ سے پوچھا کہ ایھا الناس من ولیکم یعنی اے مسلمانوں تمہارا مالک و حاکم کون ہے اسوقت سبھوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ اللہ و رسولہ اعلم یعنی خدا و رسول ہمارے والی سے خوب واقف ہیں اسوقت آنحضرت نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا (من کان اللہ ولیہ فھذا ولیہ) یعنی اے حاضرین جلسہ تم میں جو کوئی اللہ کو اپنا ولی امر جانتا ہے اُس کے بعد یہ علی بھی ولی ہیں یہ بات چنداں غور طلب نہ تھی ہر شخص اپنے دوست و دشمن کو پہچانتا ہے یہاں تک کہ حیوانات بیزبان بھی قرائن سے شناخت کر لیتے ہیں اگر صحابہ یہ سمجھتے کہ حضرت دوستوں کی فہرست مرتب کر رہے ہیں تو بمجرد استفسار بلا عوز و غوض کہدیتے کہ بعد رسول ہمارے محب و ناصر زوج بتول ہیں وہ لوگ افریقہ یا مارٹ واڑ کے رہنے والے نہ تھے جن سے لغات عرب پوشیدہ رہتے جلال الدین سیوطی و محمد طاہر گجراتی و ملا علی

قاری کے بیان سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ لفظ مولیٰ چند معنی پر مشتمل ہے۔ رب اور مالک
اور سید و منعم وغیرہ پس جبکہ آنحضرت نے صحابہ کو مولے کی تشخیص میں عاجز دیکھ کر یہ فرمایا کہ من
کان اللہ ولیہ فھذا ولیہ یعنی جسکا ولی اللہ ہے اس کے علی بھی ولی ہیں۔ سوچنا چاہئے
کہ آنحضرت نے لفظ (ولی) اس موقع پر کس معنی میں استعمال فرمایا (رب اور مالک) تو مخصوص
بذات باری ہیں نوع انسان سے کوئی حقیقتاً اس رتبہ کا مستحق نہیں ہو سکتا ضرور ہے کہ
بمعنی سید و منعم حضرت نے جناب امیرؑ کو ولی فرمایا ہو۔ دیکھو جبکہ حضرت علیؑ نے باتفاق
سنی و شیعہ انگشتری سائل کو عین رکوع میں عنایت فرمائی تھی وہاں بھی خدا نے اپنے
مطیع بندہ سے خوش ہو کر خلعت ولایت سے ممتاز فرمایا تھا آیۂ وافی ہدایہ انما ولیکم اللہ
ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون
شہادت میں پیش کی جاتی ہے۔ اس آیت سے ولی مومنین تین شخص بیان کئے گئے ہیں اول
اللہ دوم رسول اور تیسرے حضرت امیرؑ جنھوں نے سائل کو انگوٹھی دی تھی۔ حضرات سنیہ
منصفانہ نظر فرمائیں کہ جو صفت ولایت خدا نے اپنی اور نبی کے واسطے تجویز فرمائی ہے وہ
ہی علی کے واسطے پس جو شخص کہ ہم صفات خدا و نبی ہو اُس کے حاکم و اولیٰ متصرف ہونے
میں کیوں استبعاد کیا جاتا ہے کیا اللہ اور اُسکا رسول مسلمانوں کے حاکم و والی نہیں ہیں شرح
تجرید قوشجی و تفسیر کبیر میں اس موقع پر ولی حاکم سے تفسیر کیا گیا ہے۔ ایک آیت دوسری
آیت اور ایک حدیث دوسری حدیث کی مفسر ہوتی ہے لہذا آیہ (اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم) پر بھی نگاہ ڈالنی چاہئے کہ ایک دوسرے سے کیونکر چسپاں ہیں دونوں
آیتوں کے جمع کرنے سے یہ نتیجہ مستفاد ہوگا کہ اے مسلمانو تمہارا ولی امر اللہ ہے اور اُسکا
رسول اور علی مرتضیٰ جس نے رکوع میں تصدق دیا پس اطاعت کرو تم اللہ کی اور اطاعت
کرو رسول اور اولی الامر کی جو کہ علی ابن ابیطالب ہے۔ لفظ اولی الامر نے علی کے معنی واضح
کر دئے۔ کیا اب بھی حضرات اہل سنت یہ کہنے کی مجال رکھتے ہیں کہ علی محب و ناصر ہیں اولی

بہ تصرف نہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ حضرت اسلام اور مسلمانوں کے محب وناصر بھی ہیں
اور اعلیٰ بہ تصرف بھی ہیں مسلمانوں سے محبت اور اسلام کی نصرت کرنا اُن کے فرائض میں داخل
ہے۔ اہل ایمان پر یہ بات فرض ہے کہ بعد نبی تمام امت پر انکو حاکم سمجھیں۔ مسائل دینی میں
اُن کے احکام پر چلیں کسی حامد وخالد وعمرو وبکر کا اُنکو مطیع ومنقاد اعتقاد نہ کریں جو لوگ
کہ اس کے خلاف ہیں وہ آیات خدا کے منکر ہیں اسوقت میں فی عزت سینوں کے سامنے
ایک اور ثبوت پیش کرتا ہوں عجب نہیں کہ اُسکو دیکھ کر مولے کو معنی اولی سمجھیں پر مجبور ہو جائیں
مگر قبل از اظہار ثبوت ناظرین رسالہ کا دل خوش کرنے کے لئے ایک نقل بیان کرتا ہوں کیونکہ
مضامین دیکھتے دیکھتے طبیعت اُکتا گئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے بچے کو پہلے چھوٹی
اُنگلی دکھا کر دھمکایا کہ اس سے بھی ڈریگا اُسنے سر ہلا کر کہا کہ نہیں پھر دوسری تیسری
چوتھی سے ڈرایا وہ لونڈا از بس خرانٹ تھا مرغی کی طرح گردن ہلا یا گیا یہ خوف دلانے
والا بھی بڑا چالاک تھا اُس نے انگشت زیعنی انگوٹھے کو دکہ باعتبار ہیبت وتشکل
بہ مقابلہ اور انگلیوں کے نہایت مہیب ہے) دکھا کر پوچھا کہ بچہ اس سے بھی ڈروگے
صاحبزادہ کی فوراً آنکھ جھپک گئی اور تھر تھر کانپنے لگا ایسے ہی بلا تشبیہ ہم خدا کا حکم
رسول کی حدیث جبرئیل کی فہمایش صحابہ کی شہادت فاطمہؑ کی ہدایت علیؑ کا بوقت تنازع
خلافت استدلال کوڑیوں عالموں کا اقبال سب آئینہ بنا کر منکرین ولایت حضرت
امیر کو دکھا چکے۔ مگر کان پر جوں نہیں چلتی ناچار حضرت عمر کی روح سے استمداد کرتے
ہیں۔ کیونکہ اُن کی ہیبت وشوکت وسطوت بحدے غالب تھی کہ آدمی تو آدمی ہے حضرت
کے سایہ سے شیطان بھاگتا تھا جیسا کہ بین السنیہ مشہور ہے) الشیطان یفر من ظل عمر
پس ممکن نہیں کہ دُرہ عمریہ کے خوف سے کوئی سنی دم مار سکے اور بمجرد سماعت قول عمر اسی
طرح مطیع ہو جائے کہ جیسے وہ بچہ کالی چیز کی ڈرانی صورت دیکھ کر لرز گیا تھا محب الدین احمد
بن عبد اللہ طبری نے کتاب ریاض النضرۃ وابن حجر نے صواعق محرقہ اور شیخ احمد ابن الفضل نے

وسیلۃ المآل اور محمد بن اسمٰعیل بن صلاح الامیر الیمانی نے روضہ ندیہ شرح التحفۃ العلویہ اور احمد
بن عبدالقادر العجیلی نے ذخیرۃ المآل اور محب طبری نے ذخائر العقبیٰ وغیرہ میں لکھا ہے کہ
عمر ابن خطاب کے سامنے دو اعرابی مقدمہ لے کر آئے اسوقت اتفاقات سے حضرت امیرؑ
بھی دار الخلافہ میں موجود تھے جناب عمر نے اشارہ کیا کہ یا علی آپ مقدمہ کو فیصل کریں۔ پس ان
دونوں عربوں سے ایک شخص نے بہ حقارت و کراہت حضرت میر کی طرف دیکھ کر کہا کہ
یہ صاحب ایسی بھی قابلیت رکھتے ہیں کہ ہمارے مقدمہ کو فیصل کر دیویں حضرت عمر اُس غول
بیابانی یعنی عرب صحرائی سے یہ کلمہ توہین آمیز سُنکر صد طیش و غضب اپنی جگہ سے اُچھلے اور
اُسکا گریبان پکڑ کر کہا کہ اے کم بخت تو نے انکو کیا سمجھا ہے یہ تو میرے اور کل مومنین کے
مولا (حاکم) ہیں جو انکو اپنا سردار نجانے وہ ملعون سزاوار دار ہے یہ بغرض تسکین ناظرین صواعق
محرقہ کی عبارت نقل کی جاتی ہے داخرج دارقطنی انہ جادہ یعنی عمر اعرابیان یختصمان
فاذن لعلی فی القضاء بینہما فقال احدہما ھذا یقضی بیننا فوثب الیہ عمرو اخذ
تلبیبہ و قال ویحک ماتدری من ھذا مولائی و مولی کل مومن و من لم یکن
مولای فلیس مومن کیا حضرات اہل سنت جناب عمر جیسے فارق حق و باطل کے بیان
کو سچا نہ سمجھیں گے میں یقین کرتا ہوں کہ ضرور حضرت عمر کی روح سے شرم کر کے مولیٰ کو اُس
کے اصلی معنی پر منطبق فرمائیں گے کیونکہ اعرابیوں میں حضرت علیؑ کے محب و ناصر ہونیکا قصہ نہ تھا:
بلکہ وہ ایک اور اپنا دنیاوی جھگڑا لیکر آئے تھے جس کے فیصلہ کے لئے حاکم شرع کی
ضرورت تھی۔ بحالت تصفیہ تنازعات حضرت عمر کا جناب امیر کی طرف اشارہ کرنا اور منکر ہیں
کو ڈانٹ ڈپٹ بتلانا بالکل یہ بات ثابت کرتا ہے کہ وہ مولیٰ کو بہ معنی اولیٰ بھی ہوئے تھے
اور اولیٰ نہ جاننے والے کو مومن نہ تصور کرتے تھے گو کہ جناب عمر و ابوبکر وغیرہ نے حق نصوصی
کو تلف کر کے خود اسپر تصرف فرمایا تھا اور بہ نظر ارباب ظاہر بین انکو بیکار محض کر دیا تھا
لیکن بجائے خود دونوں بزرگوار خوب یقین کئے ہوئے تھے کہ منصب حکومت در حقیقت

حضرت ہی کا ہے اور خیاط ازل نے جامۂ نیابت مصطفوی انہیں کے قد زیبا کے لئے قطع کیا ہے
اُس قبا کو دوسرا شخص کھینچ تان کر بصد ناز بھی نہیں پہن سکتا ہے وہ صاحب بعض موقع پر حضرت امیر
کے حق بخلافت ہونے کا اقرار بھی کر لیتے تھے سارے معاملات اُن کے سامنے ہوئے تھے
حضرت امیر کی ہر فضیلت کو کانوں سے سُنا تھا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا جو اُن سے
منہدا بڑھا ہوا تھا اُسکو آنکھوں سے دیکھا تھا - چار چشم ہونے سے کچھ نہ کچھ شرم آتی جاتی تھی
گو کہ مرتے دم تک خلافت کو نہ چھوڑا اور بعد مرگ کا بھی ایسا ہی انتظام کر گئے کہ خاندان نبوت
تک بوئے حکومت نہ پہنچے مگر چکنی چپڑی باتوں سے منہ نہ موڑتے تھے حضرت صدیق اکبر نے
ایک روز سر منبر کہدیا اقیلونی اقیلونی فلست بخیرکم وعلی فیکم یعنی اے مسلمانوں میں اقالہ بیعت
کرکے اپنی حکومت تمہارے سروں سے اٹھا لیتا ہوں علی کی موجودگی میں میری کیا ضرورت
ہے چونکہ صدیق نے بہ جوش مادۂ صداقت اپنی ذات کو حضرت امیر کے سامنے بیکار محض
قرار دیکر سنیوں کو درماندہ کر دیا تھا - لہذا شاہ صاحب گھبرا اُٹھے کہ مدعی خلافت نے سستی سے ہماری
چستی کو درجۂ اضمحلال پر پہنچایا تحفہ کے باب دہم میں صاف منکر ہو گئے کہ ابوبکر نے ہرگز ایسا
نہیں کہا عبارت تحفہ یہ ہے (ایں عبارت در ہیچ کتابے از کتب اہل سنت موجود نیست نہ بطریق
صحیح و نہ بطریق ضعیف اول ایں روایت را از کتب اہل سنت باید بر آورد وبعد ازاں جواب
باید ساخت) چونکہ اقرار خلیفہ اول مذہب اہل سنت کی جڑ اُکھاڑنے والا ہے شاہ صاحب نے
بنظر تحفظ مذہب سنیوں کی دھوکہ دہی کی غرض سے لکھدیا کہ (ایں روایت در کتب اہل سنت
موجود نیست) بحسب ظاہر اس معاملہ میں ایک امر صحت طلب معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ خلیفہ
اول نے اقالہ بیعت کیا یا نہیں واضح ہو کہ باب دہم جس میں مطاعن کا ذکر ہے شاہ صاحب
نے اُن مطاعن کے جواب میں تحریر فرمایا ہے جو کہ خلفائے ثلثہ و ام المومنین عائشہ و دیگر مقبولین
اہل سنت پر وارد کئے گئے ہیں جناب مفتی محمد قلی صاحب اعلی مقامہ کنتوری نے باب
مذکور کا جواب مسمی بہ تشئید المطاعن لکھا ہے جس جس بات کا صاحب تحفہ نے انکار کیا ہے اُسکو

چند علمائے معتبرین سنیہ کے بیان سے ثابت کرکے شاہ صاحب کی صدق کلامی کا پورا ثبوت دیا ہے چونکہ بوجہ انکار شاہ صاحب مفتی صاحب نے اثبات مطاعن میں بدرجۂ غایت اہتمام و اصرار کیا ہے۔ لہذا اسی جہت سے اسکا نام تشئید رکھا گیا یعنی ہر ایک طعن کو ایسا مضبوط کر دیا گیا کہ مخالف کو گنجایش کلام نہ رہے گی۔ اگر نادانستگی سے کوئی منکر ہوگا تو زنجیر جواب میں اسطرح جکڑبند ہو جائے گا جیسا کہ شاہ صاحب دست و پابستہ ہو کر پہلو ہنیں ہل سکتے۔ علی ہذا قاسم بیعت کے انکار کو صاحب تشئید نے پایۂ ثبوت پر پہنچایا ہے فضل ابن روزبہان نے جو کہ نہایت معتبر اور مناظرین اہل سنت میں بلند مرتبہ ہیں کتاب ابطال الباطل میں درباب قضیۂ آتش زنی بخانۂ سیدہ تسلیم کرلیا ہے کہ یہ روایت اقالہ ہماری صحاح میں موجود ہے ایسا ہی امام غزالی نے سر العالمین میں اور سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامۃ میں اقرار کیا ہے تشئید المطاعن کے صفحہ ۱۵۰ پر جملہ علماء کی عبارات نقل ہیں دیکھئے حضرات اہل سنت اب شاہ صاحب کی نسبت کیا اعتقاد فرماتے ہیں ضرور ہے کہ بعض حق طلب اُن کی دُھوکہ بازی کے قایل ہو کر تحفہ کو پایۂ اقتدار سے گرا دیویں اقالہ کا واقعہ صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت صدیق مولی کو یہ معنی اولی سمجھ کر زمام خلافت حضرت امیرؑ کے ہاتھ میں دینے کے لیے آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ جو شیطان اُنکو راہ حق سے بھٹکاتا تھا جسکا خود اُنھوں نے سر منبر ان لفظوں سے اقرار کیا تھا کہ ان لی شیطاناً اُسنے خلافت کے استعفے پر انگوٹھے کا نشان نہ ہونے دیا۔ حقیر و ذلیل بصد ادب منکرین مولائیت حضرت امیرؑ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا ہر بات کو سنکر چپ ہو جانا اور جواب نہ دینا ہمکو مارے ڈالتا ہے کبھی تو ہاں ہوں کر دیا کرو۔ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۂ شیعہ وغیرہ کے جوابوں سے الماریاں بھری ہوئی ہیں دیمک چاٹے جاتی ہے کاش ایک دو بات کے جواب میں بھی قلم اُٹھاتے تو ہم شگون نیک خیال کرکے کچھ اور انتظار کرتے خدارا منھ کھولو کچھ تو بولو اگر اور بھی ہنیں ہو سکتا تو مولوی ہاکو بعض وجہ و ناصر ثابت کرکے میری تمام تر تقریر کو باطل فرمائے ورنہ

شاہ صاحب کے حسن اعتقاد سے جو کہ مولیٰ کو بہ معنی اولیٰ نہ سمجھنے میں اہل لغت کی جانب سے ٹھیکہ دار بنتے ہیں دست برداری داخل کیجئے میرے پاس لغایت الٰہی دربارۂ حدیث غدیر اتنا ثبوت کثیر ہے کہ کیسا ہی ہٹ دھرم و نا انصاف کیوں نہ ہو یکّا سنی انشاء اللہ ہرگز نہ رہے گا بالکل کچّا اور متزلزل بلکہ مشوش ہو جائے گا۔ بعد خطبۂ غدیر نزول آیۂ اکمال دین ہوا ہے اس واقعہ پر حق طلب لوگوں کو گہری نظر ڈالنی چاہیے چند علمائے ذیشان فرقہ سنیہ لکھتے ہیں کہ جو وقت آنحضرت جناب امیر کو مولائے مومنین و مومنات بیان فرما کر زیر ممبر تشریف لائے اسی وقت بعد شادی و سرور فرحاں و خنداں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے منجانب خداوند علام تحفہ درود و سلام پہنچا کر آیۂ شریف الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا حوالہ فرمائی حضرت نے یہ خوشخبری پا کر باکمال خوش خلقی جناب باری کا شکریہ بہ این عنوان ادا فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمۃ و رضا الرب برسالتی و الولایۃ علی من بعدی یعنی آنحضرت نے اکمال دین بعد اتمام نعمت و اس امر پر کہ خداوند عالم آپ کی رسالت اور بعد آپ کے علی کی ولایت سے راضی و خوشنود ہوا بہ کمال مسرت تکبیر کہی۔ دیکھو جلد دوم حدیث غدیر از صفحہ (۵۴۹) لغایت (۵۶۲) سوائے اس کے جناب شیخ احمد حسین خاں بہادر تعلقہ دار پریا نواں ضلع پرتاب گڈھ ملک اودھ نے جو اگرچہ سنی المذہب مگر حق شناس صاحب ہیں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام (الآیات بینات) ہے در مطبع نامی کانپور میں بہ اہتمام محمد رحمت اللہ رعد چھپی ہے مولف موصوف نے صفحہ ۹۴ سے تا صفحہ ۱۰۱ اپنے مذہب کے آٹھ علماء کی عبارات مع نام عالم و کتاب نقل فرمائی ہیں جن میں یہ الفاظ ظاہر کیا گیا ہے کہ نزول آیۂ بالا غدیر میں ہوا ہے اہل سنت متوجہ ہو کر ملاحظہ فرمائیں کہ آنحضرت نے بعد اپنے رسالت کے حضرت امیر کی ولایت پر ادائے شکر فرمایا ہے لفظ بعد خود شہادت دے رہا ہے کہ مولیٰ کے معنی اولیٰ بہ تصرف کے ہیں اگر محب و ناصر ہوتے تو قید بعدیت کیا اثر رکھتی ہے اس کے صاف یہ معنی ہوں گے کہ بہ موجودگی آنحضرت جناب امیر

چند علمائے معتبرین سنیہ کے بیان سے ثابت کر کے شاہ صاحب کی صدق کلامی کا پورا ثبوت دیا ہے چونکہ بوجہ انکار شاہ صاحب مفتی صاحب نے اثبات مطاعن میں بدرجۂ غایت اہتمام و اصرار کیا ہے۔ لہذا اسی جہت سے اُنکا نام تشئید رکھا گیا یعنی ہر ایک طعن کو ایسا مضبوط کر دیا گیا کہ مخالف کو گنجایش کلام نہ رہے گی۔ اگر نادانستگی سے کوئی منکر ہوگا تو زنجیر جواب میں اسیطرح جکڑ بند ہو جائے گا جیسا کہ شاہ صاحب دست و پابستہ ہو کر پہلو نہیں ہل سکتے۔ علی ہذا قاعدہ بیعت کے انکار کو صاحب تشئید نے پایۂ ثبوت پر پہنچایا ہے فضل ابن روزبہان نے جو کہ نہایت معتبر اور مناظرین اہل سنت میں بلند مرتبہ ہیں کتاب ابطال الباطل میں در باب قضیۂ انگشتری زنی بخانۂ سیدہ تسلیم کر لیا ہے کہ یہ روایت اقالہ ہماری صحاح میں موجود ہے ایسا ہی امام غزالی نے سر العالمین میں اور سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامۃ میں اقرار کیا ہے تشئید المطاعن کے صفحہ (۱۵۰) پر جملہ علماء کی عبارات نقل ہیں دیکھئے حضرات اہل سنت اب شاہ صاحب کی نسبت کیا اعتقاد فرماتے ہیں ضرور ہے کہ بعض حق طلب اُن کی دھوکہ بازی کے قایل ہو کر تحفہ کو پایۂ اقتدار سے گرا دیویں اقالہ کا واقعہ صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت صدیق مولی کو بمعنی اولی سمجھ کر زمام خلافت حضرت امیرؑ کے ہاتھ میں دینے کے لئے آمادہ ہو گئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ جو شیطان اُنکو راہ حق سے بھٹکاتا تھا جس کا خود اُنھوں نے سر میران لفظوں سے اقرار کیا تھا کہ (ان لی شیطانا) اُسنے خلافت کے استعفے پر انگوٹھے کا نشان نہ ہونے دیا۔ حقیر و ذلیل بصد ادب منکرین مولائیت حضرت امیرؑ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ کا ہر بات کو سنکر چپ ہو جانا اور جواب نہ دینا ہمکو مارے ڈالتا ہے کبھی تو ہاں ہوں کر دیا کرو۔ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ وغیرہ کے جوابوں سے الماریاں بھری ہوئی ہیں دیمک چاٹے جاتی ہے کاش ایک دو بات کے جواب میں بھی قلم اُٹھاتے تو ہم شگون نیک خیال کر کے کچھ اور انتظار کرتے خدارا منھ کھولو کچھ تو بولو اگر اور بھی نہیں ہو سکتا تو مولی کو بمعنی محب و ناصر ثابت کر کے میری تمام تر تقریر کو باطل فرمائے ورنہ

شاہ صاحب کے حسن اعتقاد سے جو کہ مولیٰ کو بہ معنی اولےٰ نہ سمجھنے میں اہل لغت کی جانب سے ٹھیکہ دار بنتے ہیں دست برداری داخل کیجئے میرے پاس لعنایت الٰہی دربارہٗ حدیث غدیر اتنا ثبوت کثیر ہے کہ کیسا ہی ہٹ دھرم ونا انصاف کیوں نہو یکا سنی انشاء اللہ ہرگز نہ رہے گا بالکل کچّا اور متزلزل بلکہ مشوش ہو جائے گا۔ بعد خطبہٗ غدیر نزول آیۂ اکمال دین ہوا ہے اس واقعہ پر حق طلب لوگوں کو گہری نظر ڈالنی چاہیے چند علمائے ذیشان فرقہ سنیہ لکھتے ہیں کہ جوقت آنحضرت جناب امیر کو مولائے مومنین ومومنات بیان فرما کر زیر ممبر تشریف لائے اُسی وقت بعد شادی وسرور فرحاں وخنداں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے منجانب خداوند علام تحفہ درود وسلام پہنچا کر آیۂ شریف الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا حوالہ فرمائی حضرت نے یہ خوشخبری پاکر با کمال خوشخالی جناب باری کا شکریہ بہ ایں عنوان ادا فرمایا اللہ اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمۃ ورضا الرب برسالتی والولایۃ علی من بعدی یعنی آنحضرت نے اکمال دین بعد اتمام نعمت اور اس امر پر کہ خداوند عالم آپ کی رسالت اور بعد آپ کے علی کی ولایت سے راضی وخوشنود ہوا بکمال مسرت تکبیر کہی۔ دیکھو جلد دوم حدیث غدیر از صفحہ ۵۴۹ لغایت ۵۷۲ سوائے ازیں جناب شیخ احمد حسین خاں بہادر تعلقہ دار پریانواں ضلع پرتاب گڈھ ملک اودھ نے جواباً عن جد سنی المذہب مگر حق شناس ہیں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام دلالایات بینات ہے، اور مطبع نامی کانپور میں بہ اہتمام محمد رحمت اللہ رعد چھپی ہے مولف موصوف نے صفحہ ۸۹ سے تا صفحہ ۱۰۱ اپنے مذہب کے آٹھ علماء کی عبارات مع نام عالم وکتاب نقل فرمائی ہیں جن میں یہ الفاظ ظاہر کیا گیا ہے کہ نزول آیۂ بالا غدیر میں ہوا ہے اہل سنت متوجہ ہو کر ملاحظہ فرمائیں کہ آنحضرت نے بعد اپنے رسالت کے حضرت امیر کی ولایت پر ادائے شکر فرمایا ہے لفظ بعد خود شہادت دے رہا ہے کہ مولیٰ کے معنی اولیٰ بہ تصرف کے ہیں اگر محب وناصر ہوتے تو قید بعدیت کیا اثر رکھتی ہے اس کے صاف یہ معنی ہوں گے کہ بہ موجودگی آنحضرت جناب امیر

محب و ناصر مومنین نہ تھے مگر بعد میں انھوں نے محبت و نصرت اسلام کو اختیار فرمایا یہ ہرگز نہیں
ہو سکتا جیسا کہ آپ حضرت کی موجودگی میں ناصر تھے ویسا ہی زمانہ ما بعد کا حال ہے اگر
بخوف نفاق و شقاق صحابہ ختمی مرتبت اشتہار مولائیت حضرت امیرؑ کے شائع کرنے سے باز رہتے
تو دین ہوئی ناقص ہو کر باعث انسلاب نعمات ہو جاتا اسی جہت سے حضرت عز اسمہٗ نے
فرمایا تھا کہ اگر وہ حکم نہ پہنچایا تو گویا ہماری رسالت ہی نہ کی دیدۂ حق بین کھول کر دیکھنا
چاہیے کہ جناب امیر کی امامت اسلام کا ایسا رکن اعظم ہے کہ جس کی عدم تبلیغ پر تنقیص تبہ رسالت
ہو کر حبس نعمت ہو جاتا خدا نے ہمارے نبی کو اطمینان دلا دیا کہ عناد معاندین و شرور منافقین
سے تمہاری حفاظت کی جائے گی حکم ولایت کو بلا دغدغہ پہنچا دو سبحان اللہ حضرت امیر کی
ولایت کیا ہی با جلالت ہے جس نے اسلام کی تکمیل کر دی جو ولایت کہ تکمیل اسلام ہو اسکو
اہل سنت داخل فرعیات کر کے فرد اصول سے خارج جانتے ہیں اسی واسطے حضرت امیرؑ کی
امامت کے منکر ہیں۔ آنحضرت نے ایسی ہی امام کی شان میں فرمایا ہے من مات ولم یعرف
امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ یعنی جس نے امام کو نہ پہچانا اور مر گیا وہ کافر ہو کر مرا
بعد ملاحظہ شان نزول آیہ تکمیل دین و شکریہ ختمی مآب بہ ولایت مرتضوی پس از وفات
خود اہل سنت کو فکر ہوئی کہ اب کیا کریں ایسے صاف و صریح معاملہ میں کسی طرح کی چہ میگوئی
کو بھی دخل نہیں۔ ناچار دبی زبان سے فرمانے لگے کہ بے شبہہ حدیث غدیر سے حضرت امیر
کی خلافت ثابت ہوتی ہے اور مولی بہ معنی اولی ہے مگر اس جگہ سے یہ بات مترشح نہیں
ہوتی کہ آپ خلیفہ بلا فصل ہیں بلکہ چوتھی درجہ پر بعد عثمان اُن کی خلافت مسلمات سے ہے
چنانچہ ملک العلماء دولت آبادی نے کتاب ہدایۃ السعداء اور ابو شکور نے کتاب تمہید فی بیان
توحید میں اسکو تسلیم کر لیا ہے عبارت یہ ہے واما قولہ بان النبی علیہ السلام جعلہ
ولیا قلنا اراد بہ فی وقتہ یعنی بعد عثمان رضی اللہ عنہ وفی زمن معاویۃ رضی اللہ
عنہ ونحن کذا نقول وکذا الجواب عن قولہ تعالیٰ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین

امنوا الآیۃ فنقول ان علیا رضی اللہ عنہ کان ولیا وامیرا علیہ الدلیل فی
ایۃ ووقتہ وھو بعد عثمان رضی اللہ عنہ واما قبل ذالک فلا اگر ممکن تھا کہ ابو شکور
کا عذر اقتدار عند السنیہ دکھایا جاتا مگر بایں وجہ عبث سمجھا گیا کہ وہ عبارت بالا میں معاویہ صاحب
کو رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں پس جس عالم کا ابوسفیان کے پور ذلیشو کی نسبت یہ اعتقاد
ہو اس کی کھرے اور ٹکسالی سنی بلکہ کچھ اور ہونے میں کیا تامل ہے شاہ عبد العزیز صاحب بھی
عبارت بالا کی تصدیق وتائید فرماتے ہیں تحفہ میں رقمزن ہیں کہ آنحضرت نے جو ارشاد فرمایا
ہے کہ یا علی تمکو مجھ سے وہ نسبت ہے جو کہ ہارون کو موسے سے تھی اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ
خلیفہ بلا فصل ہیں رعایت ما فی الباب استحقاق امامت برائے حضرت امیر ثابت می شود ولو فی
وقت من الاوقات وھو عین مذہب اہل سنت رجہلاے تو میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتا البتہ
ذی عقل سنیونکو حلف دیکر پوچھتا ہوں کہ شاہ صاحب وابو شکور وغیرہ علما کا یہ بجز لگانا کہ
بعد عثمان یا لو فی وقت من الاوقات) کس دلیل سے لایق تسلیم ہو سکتا ہے رسالتماب صلی اللہ
علیہ والہ کے کلام صدق نظام میں اس تاویل عجیب کی کہیں بو بھی نہیں آتی اور نہ اہل سنت
ثابت کر سکتے ہیں کہ کبھی عمر و بکر کے لئے آنحضرت نے تنصیص خلافت کی ہو بلکہ شاہ صاحب
تحفہ میں لکھ چکے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ نہ معصوم اند ونہ منصوص جبکہ آیات واحادیث مندرجہ صدر
مسلمہ سنیہ سے حضرت امیر کا منصوص بخلافت ہونا پایہ ثبوت کو پہنچ گیا تو ہم کیسے یقین کرلیویں
کہ آنحضرت کا حدیث غدیر و منزلت ہارونی سے یہ منشاء تھا کہ بعد عثمان حضرت امیر کی ولایت
کا اثر محیط اسلام ہوگا ہم اسکا بھی یقین کرلیتے مگر اسی وقت جبکہ سنی صاحبان آنحضرت کی کوئی
ایسی دلیل دکھلا دیتے جس میں ثلاثہ کے لئے صریحی طور پر حکم خلافت ہوتا یا خود اقرار کرتے ہیں
کہ ان کے لئے کوئی نص نبوی نہیں ہے اندریں صورت ہم کیونکر باور کرلیویں کہ آنحضرت کا یہ
منشاء تھا کہ علی بعد زمانہ عثمان خلیفہ ہوں گے نہایت شکر یہ ہے کہ علمائے اہل سنت خصوصاً
شاہ صاحب نے حضرت علی کا خلیفہ منصوص ہونا تسلیم فرما لیا اب وقت انصاف بدست منصفین

اہل سنت ہے دیدہ باید ہر چہار خلفاء سے کس خلیفہ کی خلافت کو منظور فرماتے ہیں آیا انکی
جن کے لئے کوئی حکم نہیں یا اُس کے جو کہ بقول اُن کے منصوص من الرسول تھا علی اجبکہ یہ
باتفاق سنی و شیعہ کبھی آنحضرت نے ثلاثہ کو اپنی وفات کے بعد خود خلافت نہ سونپا یا اشارۃً کچھ
کہہ دیا جائے کہ حدیث من کنت مولاہ و حدیث منزلت سے آپ کی یہ مراد تھی کہ علی چوتھے درجہ
کی کرسی پر بیٹھیں گے اگر بہ نظر تامل دیکھا جائے تو آنحضرت ثلاثہ کی خلافت سے سخت آزردہ
تھے اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں کی بابت جنت رسانی بعید تصور فرماتے تھے جن کتب
اہل سنت میں یہ مضمون درج ہے اُن کے نام یہ ہیں۔ اکام المرجان مصنفہ بدر الدین بن
عبد اللہ شافعی و مناقب اخطب خوارزم و وسیلۃ المتعبدین ملا عمر و توضیح الاسباب شہاب الدین
احمد و حسن السیرۃ عبد القادر بن محمد الطبری وغیرہ جملہ علمائے متذکرہ صدر بہ اسناد صحیح ابن مسعود
صحابی جلیل القدر کا بیان بہ این مضمون قلم بند کرتے ہیں کہ ایک روز جناب ختمی مآب نے کسی
سفر میں ٹھنڈی سانس بھری ابن مسعود نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا
فکر لاحق ہے کہ حضور مشوش ہو رہے ہیں حضرت نے فرمایا کہ یا ابن مسعود مجھکو اپنے زمانہ مابعد کا
فکر ہے ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے دست بستہ عرض کیا کہ پھر کسی کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرما دیجئے
حضرت نے استفسارًا و استمزاجًا پوچھا کہ کسکو خلیفہ کروں اُنھوں نے رائے دی کہ ابوبکر کو امت
کا سردار بنا دیجئے یہ سنکر آپ نے سکوت کیا اور پھر لمبی سانس بھری ابن مسعودؓ نے پھر سبب
تاسف پوچھا اور وہی جواب پایا مرتبہ ثانی حضرت ثانی کے لئے رائے دی مگر آنحضرت کا
حزن و ملال و تاسف و استعجال برطرف نہوا تا وقتیکہ حضرت علی کا نام پیش کر دیا تب حضور نے
فرمایا کہ بخدا اسے عزوجل تم کبھی اسکو خلیفہ نہ کروگے کاش تم لوگ اسکی خلافت پر مجتمع ہو جاتے
تو علی وہ شخص ہے کہ تمکو جنت کا رستہ دکھا دیتا ابن مسعود سے شیخین کا نام سنکر حضرت کا سکوت
فرمانا صاف بتلا رہا ہے کہ آپ اُنکو اپنی جانشینی کے واسطے موزوں نہ جانتے تھے اور حضرت امیر
کو مثل ذات خود ہادی و رہنما سمجھتے تھے یہ مضمون دیکھ کر معتقدان خلافت خلفاء ثلاثہ بہت

چوکنے ہو کر یمین و شمال دیکھیں گے اور تا وقتیکہ علماء محولہ بالا کی عبارت نہ سنیں امید نہیں کہ اسکا یقین فرمائیں لہذا اُن کا اطمینان مد نظر کرکے کتاب اکام المرجان کی عبارت بھی نذر کئے دیتے ہیں جس میں امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے مضمون نقل ہوا ہے۔ قدوری الامام احمد عن عبدالرزاق عن ابیہ عن عبداللہ ابن مسعود قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ وفد الجن فتنفس فقلت ما لک یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابوبکر فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانک بابی وامی یا رسول اللہ قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت علی قال اما والذی نفسی بیدہ ولئن اطاعوہ لیدخلون الجنۃ اجمعین ابن جوزی و علامہ سیوطی و امام ذہبی و مولف کشف الظنون نے اکام المرجان کی تعریف کرکے اپنی اپنی تالیفات میں اس سے اخذ مطلب کیا ہے اخطب خوارزم نے بمثل اکام المرجان لکھ کر اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ اگر علی کو خلیفہ کرو گے تو تمکو جنت میں پہنچا دے گا مگر مجکو امید نہیں کہ آپ حضرات اسکو مسند نیابت پر بیٹھنے دیں حضرت علم نبوت خوب جانتے تھے کہ بعد ہمارے مسلمان علی سے آنکھیں پھرائیں گے اور تخت خلافت تک انکو نہ آنے دیں گے جسقدر کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں ممکن نہیں کہ کوئی شخص اُن کے ابطال پر قادر ہو۔ مگر چونکہ تحفہ شاہ صاحب بہ نظر اہل سنت زیادہ معتبر مانا جاتا ہے۔ لہذا تائید مضمون بالا اُس سے امداد لیجاتی ہے تحفہ کے صفحہ (۳۱۶) پر درج ہے) از بعضے احادیث اہل سنت ظاہر میشود کہ بعض صحابہ از حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم التماس استخلاف نمودند فی المشکوٰۃ عن حذیفہ قال قالوا یا رسول اللہ لو استخلفت قال لو استخلفت علیکم فعصیتموہ عذبتم ولکن ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ وما اقراکم عبداللہ فاقروہ رواہ الترمذی ما حصل یہ ہے حذیفہ کہتے ہیں کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ والہ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضور خلیفہ مقرر فرمائیں جواب دیا کہ جسکو ہم اپنا نائب مقرر کریں گے اس کی تم لوگ

نافرمانی کروگے اور بوجہ عدم امتثال حکم خلیفہ معصیان و طغیان کے گہرے کنوؤں میں جا کروگے۔ لیکن دربارۂ خلیفہ حذیفہ جو تمکو خبر دیوے اسکو صحیح سمجھنا۔ حقیر نے رسالہ مشعل ہدایت میں لکھدیا ہے کہ بہ اتباع حدیث صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۲۴ حذیفہ ثلاثہ کی ذات شکبد جانتے تھے بلکہ انکو امامان شیطان سیرت و انسان صورت خیال کرتے تھے اور حضرت امیرؑ کو امام الصدق اور خلیفۂ حق کہتے تھے۔ جبکہ حضرت امیرؑ متمکن سریر خلافت ہوئے اسوقت حذیفہ کوفہ میں علیل تھے۔ جبکہ انھوں نے حضرت کے خلیفہ ہونے کی خبر سنی تو ممبر پر جا کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے اہل کوفہ دوڑو اور علی کے دست حق پرست پر بیعت کرو قسم خدا کی وہ بزرگ اول و آخر اور ہر وقت میں حق پر ہیں یہ زمانہ اُس سے بہتر ہے کہ جو وقت وفات رسول سے اسوقت تک گذرا حذیفہ نے دوسرے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ خداوندا گواہ رہنا کہ میں نے علی سے بیعت کی اپنے بیٹونکو بلا کر سمجھا دیا کہ میں تو اب مرتا ہوں تم علی کو اپنا امام جاننا اور اُن کی بیعت کرنا فلاح آخرت اسیکو ہے جو کہ اُن کے سایہ حمایت میں ہو پس حذیفہ نے اگر بیعت کی تو حضرت علی کے لئے نہ کہ اور کسی کے واسطے عمر وغیرہ کے لئے تو کبھی کبھی نہ سکتے تھے کیونکہ عمر صاحب اُن سے پوچھا کرتے تھے کہ تم رازدار نبی ہو منافقین امت کے نام تمکو حضرت نے بتلا دیئے ہیں سچ فرمائے کہ میرا نام بھی آپ کی فہرست میں درج ہے حذیفہ نے اطمینان بخش جواب دیا صرف اتنا کہدیا کہ وانت اعلم بنفسک یعنی تم اپنی حقیقت سے آگاہ ہو اگر لیلۃ العقبیٰ میں شریک جماعت مفسدین تھے تو منافق ہو ورنہ نہیں۔ پس جن لوگوں کے مقدمہ نفاق کو حذیفہ نے بلا تصفیہ چھوڑ دیا اور جنکو انسان صورت و شیطان سیرت پایا اور جن کے زمانہ کو اہل کوفہ اور اپنے بیٹوں کے سامنے برا بتلایا کب ممکن ہو سکتا ہے کہ حسب مفاد حدیث مشکوٰۃ اُس نے کبھی ثلاثہ کو خلیفہ بتلایا ہو۔ واقعات خود کہہ رہے ہیں کہ سوائے حضرت امیرؑ کے کسی اور کے لئے حذیفہ نے لب نہ ہلایا تھا حضرات اہل سنت بجائے خود یقین سکتے ہیں کہ تمام صحابہ اور بالخصوص ثلاثہ

آنحضرت کے ازبس مطیع تھے اُن کے ہر حکم کی تعمیل اپنا فرضِ مذہب جانتے تھے۔ حقیر عرض
کرتا ہے اگر وہ حضرات ایسے ہی تھے جیسا کہ اہل سنت سمجھ رہے ہیں تو تکذیب نبی لازم آتی
ہے اگر تابع و منقاد ہوتے تو حضرت اُن کے منہ پر یہ کیوں کہتے کہ میرے مقرر کئے ہوئے
خلیفہ کی تم نافرمانی کروگے اور بپاداش حکم عدولی سیدھے جہنم میں چلے جاؤ گے سنیوں کو اختیار
ہے نبی کو سچا جانیں یا اپنے عقیدہ کو ایسے لوگوں کو کوئی کافر بھی مسلمان نہیں کہہ سکتا جن
سے آنحضرت کو یقین نافرمانی ہو اسی حدیث کے قریب صفحہ مذکور پر پھر شاہ صاحب لکھتے
ہیں کہ آنحضرت سے پوچھا گیا کہ بعد حضور کے کون حاکم ہوگا فرمایا اگر ابو بکر کو اپنا سردار کروگے
تو انکو امین اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف مایل اور حق بات کہنے والا پاؤ گے
اور اگر عمر کو خلیفہ بنایا تو شوکت و سطوت اور صاحب رعب و حشمت دیکھو گے۔ علی کو سردار کیا
تو تمکو سیدھا جنت کے دروازہ پر پہنچا دے گا مگر مجکو امید نہیں ہے کہ تم اُسکو خلیفہ کرو حق
طلب لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ بعد نبی مسلمانوں کو کیسے شخص کی ضرورت تھی دانشمند اس سوال
کا یہ جواب دے گا کہ جو ہادی ہدایت کرکے بہشت میں پہنچا دے سو ایسا ہونا اقرار
ولایت مرتضوی پر حسب ارشاد نبی موقوف تھا جبکہ آنحضرت فرما چکے کہ تم اُن کی حکومت
کو پسند نہ کروگے پس لازم آیا کہ وہ بزرگوار دنیا طلب تھے معاد آخرت پر اُن کی نظر
نہ تھی اگر ہوتی تو بالضرور بعد انتقال ختمی مرتبت حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کرکے بلا
روک بہشت میں چلے جاتے المختصر حضرات اہلسنت کا یہ خیال کہ آنحضرت کا حدیث غدیر سے
یہ منشا تھا کہ علی امیر مومنان و سردار امت و نافذ الامر فی الاسلام بعد عثمان ہونگے بالکل
بعید عقل ہے بغرض اگر اس کو مان لیا جائے تو وہ علماء قطعی غلط خیال ثابت ہونگے
جو کہ مولی کو بمعنی اولی جاننے سے گریز کرکے محبت و نصرت پر محمول کر رہے ہیں بہر دو
صورت اہل سنت کو ضرور ہے الکلام المرجان و تحفہ سے جو احادیث نقل کی گئی ہیں اُن
میں کہیں عثمان کا نام تک نہیں پھر بعد عثمان کیونکر سمجھ لیا جائے براہ مہربانی علماء

اہل سنت اس جملہ کو درست کر کے تبلائیں تاکہ ہم بھی سمجھ لیویں جاننا اور سمجھنا چاہئے
کہ آنحضرت خوب جانتے تھے کہ یہ لوگ میرے خاندان کی بیخ کنی کر کے آل محمد سے حکومت
نکال کر دوسرے خاندانوں کو تمتع دلائیں گے۔ لہذا آپ نے حضرت امیر سے فرمادیا تھا
کہ اے علی اپنے حقوق کے تلف ہو جانے پر رنج و افسوس نکر ناصبر و شکیبائی سے
کام لینا اس بیان کے متعلق رسالہ مشعل ہدایت میں کتب اہل سنت سے اکثر و بیش تر
مضامین نقل کر دئے گئے ہیں اسجگہ مدارج النبوۃ سے ایک جملہ دکھلاتا ہوں۔
شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ بوقت وفات آنحضرت نے وصیت کی اور کہ یا علی۔
بعد از من بسے مکروہات زمانہ تبو خواہد رسید باید کہ دلتنگ نہ شوی و چوں بینی کہ
مردم دنیا دنیارا اختیار کردند تو دین را اختیار کنی وراہ صبر پیش گیری شاہ ولی اللہ
صاحب نے بھی ازالۃ الخفا میں تحریر فرمایا ہے کہ آنحضرت نے اُن تمام حوادث پر حضرت
امیر کو مطلع فرمادیا تھا جو کہ نبی کی وفات کے بعد اُن کو پیش آئے تھے اسی جہت سے
حضرت امیر بجائے خود متیقن تھے کہ ثلاثہ ہمارے حقوق کو لے لیں گے اور مسند
نبوی پر بیٹھنے نہ دیں گے بخاری شریف میں مرقوم ہے کہ ایک روز حضرت امیر دولتسرائے
ختمی مرتبت سے اُس زمانہ میں جبکہ آنحضرت علیل تھے باہر آرہے تھے دروازہ پر حضرت
عباس سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا کہ حضور انور کا مزاج اقدس کیسا ہے جواب دیا
کہ بحمد اللہ اب اچھے ہیں جناب عباس نے فرمایا کہ میں اُن علامات سے واقف ہوں
جو کہ ہمارے خاندان والوں کو وقت مرگ روبکار ہوتی ہیں میری دانست میں اُن کو
یہ مرض الموت ہے جان بری مشکل نظر آتی ہے تم میرے ساتھ چلو در باب خلافت
اُن سے دریافت کر لیں کہ بعد آپ کے کون فرماں روائے مملکت اسلام ہوگا حضرت
علی نے جواب دیا کہ میں اسکو دریافت نہیں کر سکتا کیونکہ جب اُن سے پوچھا جائے گا
سوائے میرے کسی کے سامنے ارشاد نہ ہوگا اور اُن کے بعد کوئی مجکو امر خلافت پر متصرف

ہونے دے گا جو شخص کہ اپنی خلافت بلا فصل پر ایسا یقین رکھتا ہو اس کی ولایت کو بعد زمانہ عثمان بجھنا راہ سفاہت اختیار کرنا ہے۔ ہمارا مطلب فقط اتنا ہی کہ حدیث غدیر و دیگر احادیث سے آنحضرت کا مقصود مولائیت حضرت امیر کا مشتہر کرنا تھا بحمد اللہ وہ ثقات سنیان بلکہ پیر سنیاں یعنی شاہ صاحب کے بیان سے بوجہ اتم ثابت ہو گیا۔ اگر بخلاف اشت اہل سنت ابات کو مان لیا جائے کہ منشار آنحضرت بعد زمانہ عثمان تھا تو حضرت عمر ادائے تہنیت قبل از وقت سے چنداں عاقل قرار نہیں پاتے کیونکہ انھوں نے ان الفاظ سے مبارک باد ادا کی تھی۔ اصبحت یابن ابی طالب مولای و مولیٰ کل مومن و مومنة۔ اچھی صبح کی تم نے اے ابو الحسن کہ میرے اور کل مومنین و مومنات کے مولےٰ ہوئے یہ واقعہ ۹ سنہ ہجری کا ہے اور بعد عثمان ۳۵ سنہ میں حضرت امیر خلیفہ ہوئے۔ تعجب ہے حضرت دوم کی پختہ عقل پر کہ ایسے واقعہ پر اظہار بشاشت فرمایا جسکا وقوع (۲۶) برس بعد ہوا اور پر ثابت کیا گیا ہے کہ اسی جلسہ میں آیۂ الیوم نازل ہوئی یہ اس سے بھی زیادہ عجب ہے کہ ولایت امیر المومنین سے اعلان سے تکمیل دین نبوی ہو اور وہ ولایت عرصہ دراز تک معرض التوا میں رہے اگر اہل سنت کا یہ مقولہ کہ بعد زمانہ عثمان صحیح مان لیا جائے تو لازم آجائے گا کہ دین نبوی تا ظہور ولایت جس کی حد غایت ۳۵ سنہ ہے ناقص و ناتمام رہا اور ثلاثہ نے نقص اسلام کے زمانہ میں خلافت کی واللہ اگر ہزار بار سنگ خارا پر سر ماریں گے۔ کبھی اس طبع زاد فقرہ کو ثابت نہ کرسکیں گے اکثر علماء قائل ہوئے ہیں کہ بعد نزول آیۂ تکمیل دین پھر کوئی حکم نازل نہیں ہوا چنانچہ تاریخ ابن واضح کاتب عباسی المعروف بہ یعقوبی میں جو عبارت عربی لکھی ہے اسکا اردو یہ ہے دیہ تحقیق کیا گیا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول اللہ پر جو آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم ہے اور یہ آیت درباب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام نازل ہوئی شاید بعض ناانصاف یعقوبی کی کتاب کے حوالہ کو پسند نفرمائیں اُن کی تسکین خاطر کے لئے ایک سنی اور سخت معتبر کتاب کا

پتہ دیتا ہوں تحفہ کے باب دہم میں مطاعن خلیفہ دوم کا دفعیہ شاہ صاحب نے جو کیا ہے اُس جگہ دوات و قلم کے قضیہ میں رقم طراز ہیں کہ آنحضرت کوئی نیا حکم نہ لکھواتے تھے بلکہ پُرانے احکام کی تاکید مرکوز طبع اقدس تھی۔ کیونکہ غدیر خم میں آیۂ اکمال دین نازل ہو کر دین نبوی کو مکمل کر چکی تھی بحمد اللہ ثابت ہو گیا کہ بفحوائے اشتہار ولایت مرتضوی دین محمدی کامل ہو کر ایک دم کے لئے ناقص نہیں ہوا جو لوگ معتقد امارت امیر المومنین ہیں اُن کا دین کامل ہے اور جن کو اس سے انکار ہوا اور ہے وہ صرف چھری مار مسلمان ہیں افسوس ہے کہ سنی صاحبان اپنی کتابوں کو بہ نظر تعمق نہیں دیکھتے آنحضرت نے حضرت امیر کو اس وقت خلیفہ کیا تھا جبکہ علی الاعلان دعوت اسلام شروع فرمائی تھی یہ مبارک وقت وہ تھا کہ جناب پر آیہ وافی ہدایہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نے حسن نزول پایا تھا معنی یہ ہوئے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عشیرہ اپنے کنبہ اپنے قریبوں عزیزوں کو عذاب الٰہی سے خوف دلاؤ ایسی ۱۹ علمائے اہل سنت اور چار مورخین یورپ لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے علی کو اپنا وصی و وزیر و خلیفہ کر کے بنی ہاشم کو حکم دیا کہ اُس کی اطاعت و فرماں برداری پر کمربستہ ہوں اُن علماء اور مورخین کے نامی نامی لکھتا ہوں:

(۱) تفسیر لباب التاویل فی معانی التنزیل المعروف بہ تفسیر خازن مولفہ امام علاء الدین علی البخاری البغدادی

(۲) تفسیر سراج المنیر مولفہ علامہ محمد شربینی خطیب

(۳) ابو اسحق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی۔

(۴) ابن مردویہ بہ تفسیر خود

(۵) تفسیر ابن ابی حاتم مولفہ امام ابو محمد

(۶) امام محی الدین بغوی بہ تفسیر معالم التنزیل

(۷) تفسیر کبیر ابن جریر مولفہ امام ابو جعفر

(۸) شیخ علاء الدین علی متقی بہ کتاب کنز العمال

(۹) امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی بہ کتاب دلائل النبوۃ

(۱۰) امام حافظ ابونعیم اصفہانی بہ کتاب دلائل النبوۃ

(۱۱) امام ابوجعفر محمد بن جریر یزید الطبری بہ کتاب تہذیب الآثار

(۱۲) علامہ ابراہیم بن عبد اللہ وصابی یمنی شافعی بہ کتاب الاکتفاء فی فضل الاربعۃ الخلفاء

(۱۳) علامہ اخوند محمد بن خاوند شاہ ہروی بہ کتاب روضۃ الصفاء

(۱۴) غیاث الدین ہمام الدین الہروی بہ کتاب حبیب السیر

(۱۵) علامہ ملا حسین کاشفی بہ کتاب معارج النبوۃ

(۱۶) تاریخ ابوالفداء مولفہ ملک مؤید اسمٰعیل ابوالفداء

(۱۷) تاریخ کامل مولفہ علامہ ابوالحسن علی بن محمد المعروف بابن الاثیر جزری

(۱۸) تاریخ کبیر طبری مولفہ امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری۔

(۱۹) کتاب المغازی مولفہ امام اہل سیر علامہ محمد بن اسحاق

## اسمائے مورخین ملک یورپ مع پتہ کتاب

(۱) کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ لکچر دوم۔ مسٹر کارلائل صاحب بہادر

(۲) کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مولفہ ڈیونپورٹ صاحب

(۳) کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسر مولفہ واشنگٹن ارونگ

(۴) کتاب ڈکلائین آف رومن امپائر مولفہ مسٹر گبن

تمام علماء و مورخین کی عبارات جناب مولوی شیخ احمد حسین صاحب سنی المذہب متعلقہ دارا پریا نواں کی کتاب الآیات البینات متذکرہ اوراق بالا کے معائنہ سے واضح ہو سکتی ہیں چونکہ رسالہ ہذا میں اختصار مد نظر ہے لہذا صرف ایک عالم اہل سنت اور ایک مورخ یورپ کا بیان قلمبند کرتا ہوں۔

# بیان عالم سُنّی

ملک موید اسمٰعیل ابو الفدا تاریخ ابو الفدا میں جو کہ مشہور و معروف ہے بایں عبارت لکھتے ہیں کہ تین سال تک پیغمبر صاحب مخفی طور پر دعوت اسلام فرماتے رہے بعد اس کے اللہ جل شانہ نے اظہار دعوت کا حکم فرمایا چنانچہ جب آیہ (وانذر عشیرتک الاقربین) نازل ہوا تو آنحضرت صلعم نے علی مرتضیٰ کو بلا کر فرمایا کہ ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک پیالہ دودھ کا تیار کرو اور بنی عبد المطلب کو بلاؤ تاکہ میں اُن سے کلام کروں اور حکم الٰہی پہنچاؤں حضرت علیؑ نے بہ تعمیل ارشاد پیغمبر علیہ السلام بنی عبد المطلب کو جو کہ کم و بیش چالیس آدمی تھے جمع کر کے کھانا حاضر کیا جسے سب نے سیر ہو کر کھایا پیا حالانکہ وہ اتنا تھا کہ ایک شخص کی خوراک ہوتا جب سب کھانے سے فارغ ہوئے اور آنحضرت نے چاہا اُن سے کلام کریں تو ابو لہب نے مبادرت کی اور کہا کہ تمہارے صاحب نے تم پر جادو کیا ہے اس پر تمام لوگ متفرق ہو گئے اور آنحضرت کو کلام کا موقع نملا حضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ تم نے دیکھا اس شخص نے کلام میں مجھ پر سبقت کی اب کل پھر اسیطرح سامان دعوت مہیا کرو اور سبکو جمع کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد دوسرے دن پھر سب جمع کیے گئے اور کھانا رکھا گیا جب سب کھا پی چکے تب پیغمبر صاحب نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے قوم میں کسی ایسے انسان کو ملک عرب میں نہیں جانتا جو اپنی قوم کے لئے اُس سے بہتر کوئی چیز لایا ہو جو میں تمہارے لئے لایا ہوں بیں تمہارے لئے دنیا و آخرت کی نیکی اور بھلائی لایا ہوں اور اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں پس تم میں سے کون ہے کہ اس امر میں میری مدد اور وزارت کرے اور وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو سب حاضرین یہ سنکر رُو گرداں ہوئے مگر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے باوصف صغر سنی عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں اس امر میں آپ کی وزارت کو موجود ہوں

اور آپ کی مدد کرنے کو حاضر ہوں پس آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے قوم بیشک یہ میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اس کا حکم سُنو اور اس کی اطاعت کرو یہ سُنکر سب لوگ ہنستے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہتے تھے کہ تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے علیؑ کی اطاعت کرو اور اسکا حکم سُنو۔

## بیان مورخ یورپ

کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مولفہ ڈیوینپورٹ صاحب محمدؐ صاحب نے باوجود اپنی پہلی کوشش میں ناکامیاب ہونے کے دوبارہ بنی ہاشم کی ایک جماعت کو اپنے مکان پر جمع کیا اور اُن کی ضیافت کی پھر کھڑے ہو کر خدا کے الہامی احکام سے اپنے سلسلے کے لوگوں کو آگاہ کیا اور باآواز بلند فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب جس خدا نے تم لوگوں کو افضل ترین نعمتیں عطا کی ہیں اسی کے نام سے تم لوگوں کو اس دنیا کی برکتیں اور آئندہ کی دائمی خوشیاں بخشتا ہوں پس تم میں سے کون شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا یہ سنکر سب لوگ خاموش ہو گئے بعض تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقادی اور تمسخر سے ہنستے تھے آخر کار علی نے اپنی جوانا نہ دلیری کے ساتھ پیغمبر کے حضور میں عرض کیا کہ اے پیغمبر میں موجود ہوں محمد صاحب نے اپنا ہاتھ اس نوجوان کی گردن میں ڈالا اور اُسکو اپنے سینے سے لگا کر باآواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے جانشین کو دیکھو اور تم لوگ اس کی بات سُنو اور اس کی فرمانبرداری کرو نوجوان علی کی جرأت اور مستعدی پر قریشیوں نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگا کر اس کم سن خلیفہ کے باپ کو اپنے لڑکے کے سامنے جھکنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے پر ملامت کی۔

میں قوی امید رکھتا ہوں کہ اب سنی صاحبان بالضرور بامہ الانصاف زیب بدن کر کے یقین فرمالیویں گے کہ جس شخص کو آنحضرت نے اظہار نبوت کے وقت اپنا بھائی اور

وزیر اور خلیفہ قرار دیا اور جس نے صغر سنی میں اس جلیل عہدہ کے فرائض اپنے ذمہ
ہمت پر باوصف مخالفت اہل خاندان لے لیئے وہ خلیفہ مجاز اور جانشین مطلق بلکہ
شریک اجرائے نبوت و معین کار شریعت تھا اُس کی وزارت و خلافت کا سلسلہ کبھی
ہنیں ٹوٹا بیّ نے اپنے اہل خاندان کو اُس کے سامنے سر جھکانے اور اُس کے حکم کے
ماننے کا حکمدیا۔ جو شخص کہ خاندان نبوت پر حکمرانی کرنیکا فرمان اپنے پاس رکھتا ہو وہ
کبھی کسی عمر و بکر کا تابع ہنیں ہو سکتا اُسکا اول و آخر ایک طرح کا تھا جو لوگ لفظ مولیٰ کو
بمعنی محب و ناصر سمجھے ہوئے ہیں یا اولیٰ بہ تصرف مانکر بعد عثمان کی شق قایم فرماتے ہیں
اُن کو سوچنا چاہئیے کہ جو شخص ابتدائے رسالت میں خلیفہ کیا جائے اور جس کی گردن پر
تمام بار ڈالا جائے وہ بعد نبی اغیار کا مطیع کیونکر ہو سکتا ہے ہاں اگر آنحضرت یہ ارشاد
فرماتے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ لکن بعد عثمان تو صاحب ہدایتہ السعدا کا مذکورہ
بالا مضمون صحیح ہو جاتا اب سوائے ازیں کیا کہا جائے کہ خلفاء ثلثہ کی نیاز مندی اس
کہنے کی مقتضی ہوئی اے منکرین ولایت حضرت امیر مضامین مندرجہ صدر دیکھ کر
آپ کی تسکین ہو گئی یا اب بھی بجوش محبت خلفاء مثل گدائے گرسنہ ایک اور ایک کا مجموعہ
دو روٹیاں بتائے جاؤ گے ہمارے پاس حضرت امیر کی ولایت کا تو وہ تودہ ثبوت
موجود ہے گو کہ حضرات اہل سنت کثرت ثبوت دیکھ کر منزجر و کبیدہ خاطر ہوں گے
مگر قلم ہنیں رکتا بار حبت و خیر کیے جاتا ہے نظر براں ایک اور عالم معتبر کو شہادت
میں پیش کرتا ہوں اُن کے بیان کو ملاحظہ فرما کر اہل سنت ضرور متاثر ہوں گے
جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے برادر زادہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی رسالہ امامت
میں رقمطراز ہیں کہ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت علی
کی ولایت کا مسلمانوں سے سوال کیا جائے گا مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے
کہ آیہ کریمہ (وقفوہم انہم مسئولون) سے یہ مراد ہے کہ بروز غدیر جو بشیر و نذیر نے

جناب امیر کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اُس کی نسبت پوچھا جائے گا۔ صاحب مقدم الوصف نے امام کی شان بھی بتلادی کہ وہ کیسا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ خدا کے نزدیک بہ اعتبار منزلت پہلے رسول ہے زاں بعد امام کتاب امامت میں۔ مولوی صاحب ممدوح نے بڑی طولانی عبارت لکھی ہے جس سے امام کی رفعت شان ظاہر ہوتی ہے حقیر نے وہ تمام تر عبارت رسالہ اعجاز داؤدی و بحث اصول دین میں لکھدی ہے اسجگہ صرف ایک فقرہ متعلق بہ لفظ مولیٰ عرض کیا جاتا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسہم قالو بلیٰ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقال اللہ تعالیٰ یوم ندعو کل اناس بامامہم وقفوھم انھم مسئولون قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہم مسئولون عن ولایتہ علی یہ مضمون صداقت مشحون دیکھ کر عجب نہیں کہ بہانہ طلب لوگوں کو بات بنانے کا موقعہ مل جائے اور حسب عادت کہ اٹھیں کہ محمد اسمٰعیل صاحب شیعہ ہو گئے ہوں گے ورنہ کبھی ایسا مضمون جس سے خلافت ثلاثہ کی شان درجہ نابود پر پہنچتی ہے نوک زیر خامہ نفرماتے۔ لہذا اُن کی اطمینان خاطر کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ دریبوالا مولوی صدیق حسن خانصاحب نے کتاب اتحاف النبلاء میں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کی بڑی لمبی چوڑی عبارت میں تعریف کی ہے اور اسقدر مداحی میں قلم فرسائی کی ہے کہ پڑھتے پڑھتے دماغ چل جائے اُس طولانی عبارت کا ایک فقرہ عرض کرتا ہوں وایں ہمہ ترویج شریعت از شرق تاغرب و رفع بدع و محدثات کہ می بینی وایں ہمہ مذاکرہ علوم و کثرت صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و آبادی مساجد کہ در ہند مشاہدہ می کنی ہم بدولت جد و اجتہاد و مولوی عبد الحی مرحوم ہست۔ گوئی در سرزمین ہند مثل ایں دو بزرگوار کہ بجائے دو وزیر شیخ خود بودند ودریں دوازدہ صد سال کسے نبر ساختہ اسلام را بعہد انشاں رونقے دیگر حاصل شدہ و حُسن بانوئہ خود شدہ را

حکایات برکات وعظ ونصائح بعرق ریزی ایشاں جانے تازہ دست دادہ لاسیما
محمد اسمٰعیل وکثرت اہتدائے مردم بہ پند و اندرز ان ربانی جلیل چیزے است کہ مخالف
وموافق دراں یک زبان است نتواں گفت کہ چہ قدر رسوم اشتراک و بدع از ہم متلاشی
شد و محدثات و کفریات از عالم بدر رفت انتہیٰ۔ بقدر الحاجت۔

مقام غور ہے کہ اس جلالت وشان کا آدمی جسکا نظیر بقول مولوی صدیق حسن خان صاحب
بارہ سو برس میں پیدا نہیں ہوا اور جسنے ہندوستان سے بدعات کو محو کرکے اسلام کا جھنڈا
گاڑا اور وہ بھی جناب شاہ صاحب کا خاص بھتیجا اسبات کا قایل ہو کہ جناب امیر کی
ولایت کا جو کہ روز غدیر معرض ظہور میں آئی تھی بروز قیامت سوال کیا جائیگا تو میں
نہیں سمجھ سکتا کہ ایسی صورت میں مولا کو بہ معنی اولیٰ کوئی عاقل تسلیم کرسکے معلوم ہوا کہ
شیخین و امثالہم کے بارہ میں کسی مسلمان سے اس قسم کا سوال نہ کیا جائے گا اس کی وجہ
ظاہر نہیں ہوتی کہ ایسے خلفا کی بابت جنکو راشدین کہا جاتا ہے کیوں پرسش نہو گی۔

حضرت امیر علیہ السلام تو چوتھے درجہ کے خلیفہ ہیں اور خلافت بھی ایسی ضعیف کہ بقول
ولی اللہ زوال اسلام کا سبب ہو کر انسلاب عنایات ربانی کا باعث ہو گئی اور وہ
تفضلات الٰہی جو کہ شیخین کے زمانہ میں شامل حال اہل اسلام تھے اُن کے وقت میں
قطعاً مسدود ہو گئے تھے جس شخص کی ولایت کا سوال ہو اُس سے اہل سنت کو انکار
ہو اور جن کے بارہ میں کوئی پرسش نہو گی اُن کی خلافت یہ اقتدار پائے کہ فلک کو
کا فر بنا دیوے یقین ہے کہ جماعت اہل انکار میں ایسے آدمی بھی ہوں گے جنکو
تقلید دین آبائی و ناحق پرستی کے مقابلہ میں اصلاح عقبیٰ کا خیال ہو میں انھیں
حق طلب لوگوں سے مخاطبہ کرکے بحلف دریافت کرتا ہوں کہ بیچ فرمائے باوجود
ملاحظہ ایسے ثبوت کثیر کے کوئی اور حالت منتظرہ باقی ہے یا کہ اطمینان کامل ہو گیا
اگر کوئی تشکیک و توہم نہیں رہا تو کیا دیر ہے بسم اللہ ادھر آئیں کہ راکب سفینہ نوح

ہو جیے اور بدل اقرار کیجیے کہ مولا بہ معنی اولے ہے اور ولایت مرتضوی کا قیامت میں سوال کیا جائے گا ۔ شاہ صاحب کے بیان سے اہل سنت بڑے مغالطہ میں ہیں جو کہ مولی کو اولی سمجھنے سے انکار فرماتے ہیں ۔ انکو خبر نہیں کہ بڑے بڑے محققین نے زچ ہو کر بالآخر یہ ہی کہدیا کہ بے شبہ حدیث غدیر سے خلافت ظاہر ہوتی ہے مولوی رشید الدین خانصاحب شاگرد رشید شاہ صاحب نے رسالہ دالیفلاح میں مان لیا کہ میر ہن بودن خلافت حضرت امیر از ہیں حدیث منافی مذہب اہل سنت نیست یعنی حدیث غدیر سے خلافت مرتضوی کا ظاہر ہونا اہل سنت کو کوئی ضرر نہیں پہنچاتا بجی اہل سنت کو فائدہ ہو یا نقصان ہمکو اس سے کوئی بحث نہیں ہمارا مطلب صرف اسقدر ہے کہ بشیر و نذیر کا غدیر میں (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) فرمانا حضرت علی کی خلافت بلافصل کا ثابت کرنیوالا ہے ۔ رشید الدین صاحب جو فرماتے ہیں کہ منافی مذہب اہل سنت نہیں یہ عجیب جملہ ہے اگر مذہب سنیہ کی نفی لازم نہ آتی تو شاہ صاحب کیوں انکار کرتے بہرحال وہ اُستاد تھے ۔ کئی گھاٹ کا پانی پیا تھا خوب جانتے تھے کہ اس کے اقرار سے ثلاثہ کی خلافت رخصت ہو جائے گی لہذا اُمنکر محض بن گئے اور دنیا کے سینوں کو انکاری کر دیا اگر اُستاد کو سلام کر کے شاد کا دامن اہل سنت پکڑ لیں اور حضرت کو بہ موجب کارروائی غدیر خلیفہ بلافصل اعتقاد کر لیں تو پھر کچھ جھگڑا ہی نہ رہے ۔ اسلام میں جو کچھ بھی فساد ہے وہ ثلاثہ کا ہے اگر یہ تینوں مسند خلافت سے اُٹھا دیئے جائیں تو قصہ طے ہو جائے اطبا کا قاعدہ ہے کہ جب مریض کا علاج کرتے ہیں تو پہلے اس مرض کے لاحق ہونے کا سبب معلوم کرتے ہیں جب سبب مشخص ہو جاتا ہے اُس وقت نسخہ تجویز کرتے ہیں ۔ خُدا شفا دیتا ہے اسوقت اسلام بیمار ہے اور بیمار بھی ایسا کہ آخر درجہ پر پہنچگیا ہے مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کا علاج کریں ورنہ مفسد کیڑے تمام بدن کھا جائیں گے میں اسوقت ایک نسخہ مرتب کر کے مشتہر کرتا ہوں جو لوگ کہ اہل سنت میں طبابت کرتے ہیں وہ ادویہ اور اُس کے

اور اس پر غور کر کے رائے سے رائے ملائیں۔

# بیماری اسلام کا نسخہ

## ہو الشافی

چونکہ حسب تصریح اول فی الواقع اور بقول مولوی خلیل احمد صاحب مؤلف مطرقۃ الکرامۃ (مسائل اعتقادیہ میں سے فیما بین فریقین سب سے زیادہ اختلاف مسئلہ امامت میں ہے) پس مرض تشخص ہو گیا ہر دو فرقہ کے اطبا تشخیص میں متحد الرائے ہو گئے اب علاج باقی ممکن ہے۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ خلافت کا تصفیہ رسول کے ارشاد پر کریں۔ اگر نبی نے پس از وفات خود خلیفہ نہیں کیا جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر کا ارشاد ہے تو اہل اسلام پر لازم ہے کہ کسیکو خلیفہ رسول نہ کہیں اور جس کسی نے بعد نبی بلا سند دعوے خلافت کر کے اپنے آپ کو خلیفہ رسول کہا اور لوگوں سے کہلوایا اسکو خلیفہ ناجائز اور خلیفہ کہنے والونکو ہر دو مسلک بدعت سمجھیں۔ بصورت دیگر اگر نبی نے پس از وفات خود اسکا انتظام کر دیا تھا تو اس کی خلافت کے معتقد ہوں اور جو لوگ کہ نبی کے حکم سے روگردانی کر کے اپنی رائے کو دخل دیں انکو باغی و طاغی سمجھا جائے میں نہیں سمجھ سکتا کہ میری اس آزادانہ اور منصفانہ تجویز سے کسیکو انکار ہو جس عقلمند کے سامنے یہ جملہ بیان کیا جائے گا وہ ضرور میری رائے سے اتفاق کرے گا اگر متفق نہو گا تو قید اسلام سے نکلکر کچھ اور بنجائے گا

سنی صاحبوں کو باتباع ارشاد عمر یہ قاطبۃً انکار ہے کہ آنحضرت نے کسیکو خلیفہ نہیں کیا اسی جہت سے شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ منصوص نہیں ہیں پس ایسے شخصوں کو خلیفہ نہ ماننے سے انپر کوئی الزام وارد نہیں ہو سکتا جو کہ اُن کو خلیفہ نہیں مانتے یا کہ اُن کے احکام و سیرت کو بہ نظر حقارت دیکھتے ہیں البتہ وہ لوگ ضرور ملزم ہیں جو اُن خواہ مخواہ خلفاء کو نبی کا سچا جانشین مان کر اُن کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں اور اُن کی خلافت سے نہ ماننے والونکو کافر کہتے ہیں شیعہ صاحب فرماتے ہیں کہ نبی نے اول علی کو اُس وقت

خلیفہ کیا تھا جبکہ اپنی نبوت کو علی الاعلان کرنا چاہا تھا عوام الناس تو درکنار اپنے خاندانیوں کو صاف طور پر اُن کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ شیعہ اپنے بیان کا ثبوت کتب اہل سنت سے پیش کرتے ہیں جیسا کہ ۱۹ علماء اور چار مورخین اہل یورپ سے اول کہا گیا مرتبہ دوم غدیر میں اپنی وفات سے دو ڈھائی مہینہ قبل ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کی موجودگی میں خلیفہ بنایا جس کا سنیوں کو بھی اقبال ہے۔ پس اگر مسلمان اُن لوگوں کو خلیفہ نہ سمجھیں جو کہ بلا حکم نبی زبردستی خلیفہ ہو گئے تھے اور اس بزرگ کی خلافت کے معتقد ہوں جسکو نبی نے بہ الفاظ واضح اپنا قائم مقام بنا دیا تھا تو اسلام میں کوئی فساد نہ رہے اور جو عارضہ کہ عرصۂ کثیر سے لاحق حال ہو رہا ہے وہ بالکل اس گولی سے دفع ہو جائے اس جگہ اہل سنت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہرگاہ وہ خلافت کرکے چلدئے اب ہم کیونکر انکو چھوڑیں انھوں نے تو خود دنیا کو چھوڑ دیا اب اگر ہم اُن کو خلیفہ نہ بھی سمجھیں تو کیا ہوتا ہے وہ اپنا و نسخہ ذیل سے علاج کریں۔

فاتحہ تو اُن کی کوئی دلاتا ہی نہیں البتہ سنی صاحب اُن کی سیرت پر چلتے ہیں جو قوانین و ضوابط وہ اپنی حیات میں جاری کر گئے ہیں اس پر عامل ہیں لازم ہے کہ خطبہ جمعہ و عیدین سے اُن کے نام نکال کر ائمہ علیہم السلام کے اسمائے گرامی میں داخل کریں اور جسقدر احکام ثلاثہ زیر عمل ہیں اُن سبکو دفتر اسلام سے نکال کر ذریت رسول کے احکام پر چلیں اور چونکہ وہ لوگ ناجائز طور پر متمکن سریر اسلام ہوئے تھے لہذا اُنکی ارواح سے باضابطہ تبرا دو کریں جو کہ مخرب دین اور بدعتی لوگوں سے کیا جاتا ہے اگر حضرات اہل سنت نے تجویز حقیر پر عمل کیا تو انشاء اللہ تمام مفسد مادہ اُن کے رگ و پے سے نکلکر بدن کو ایسا صاف و شفاف بنا دے گا کہ جیسے زنگ آلود برتن کو قلعی گر چمکدار بنا دیتا ہے اور اگر اس نسخہ کو نہ پیا اور چرک آلود لباس بدن سے نہ اُتارا تو عند السوال ولایت جناب امیر المومنین سوائے خاموشی کچھ نہ کہہ سکیں گے ہر چند کہ حضرات سنیہ کو ایسا قوی ثبوت

دکھلایا گیا ہے کہ جس کے معائنہ سے انشاء اللہ بدل خواستہ و ناخواستہ اقرار کرنا پڑیں گے
کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ ہے اور بعد نبی سوائے علیؑ جو اسلامی مسند پر بیٹھے وہ خلیفہ نا جائز تھے
مگر دل چاہتا ہے کہ کچھ اور شواہد ایسے پیش کئے جائیں جن سے اُن کے یقین میں ترقی
ہو زمانہ میں یہ عام رسم ہے کہ جب کوئی رئیس یا کسی منصب کا گدی نشین اپنے بیٹے یا
داماد یا کسی اور عزیز کو عہدۂ قائم مقامی سے سرفراز فرماتا ہے تو تمام ارکین دولت
و اعیان مملکت حتیٰ کہ بیگمات اس موقع پر اظہار بشاشت کرتی ہیں۔ نوبت خانہ میں
دف و نقارے بجائے جاتے ہیں قائمقام کے سر پر پگڑی بندھتی ہے۔ شعرا بامید انعام
قصیدہ پیش کرتے ہیں حسّاد دید نہاد آتش بغض و عداوت سے جلکر خاک سیاہ ہوتے ہیں
یہ تمام صورتیں وادی غدیر میں پیش آئیں شادیانے کی جگہ حضرت بلال نے نعرۂ حی علی
خیر العمل سے گنبد دوّار کو ہلا دیا اور حسب روایت دارقطنی کما فی الصواعق و روایت ثعلبی
کما فی زین الفتیٰ وغیرہ جناب ابوبکر و عمر نے بہ اتفاق مبارکباد دی اور حسب روایت (۲۴)
کس علمائے سنیہ جن کے نام نامی مع عبارت و حوالہ کتاب جلد دوم غدیر میں صفحہ (۲۳)
پر درج ہیں تنہا جناب عمر نے رسم تہنیت کو ادا کیا۔ مولوی ولی اللہ لکھنوی بحوالہ مشکوٰۃ
شریف مرأۃ المومنین میں لکھتے ہیں (کہ ملاقات کرد علی مرتضیٰ را بعد ازیں حکایت
عمر ابن خطاب و گفت گوارندہ باش و شاباش اے پسر ابو طالب کہ صبح کردی و شام
کردی و گشتی مولائے ہر مومن مرد و زن) کچھ شیخین پر ہی موقوف نہیں بلکہ اس روز تمام
کیمپ میں غلغلہ مبارک باد مچا ہوا تھا وہی ولی اللہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے عبارت ماسبق
کے آخر میں لکھتے ہیں) بالجملہ چوں ایں حدیث در غدیر خم واقع شد ہر صحابی کہ از حضرت
امیر ملاقات میکرد مبارکباد می داد۔ صاحب روضۃ الصفا و معارج النبوۃ و حبیب
السیر وغیرہ لکھتے ہیں، کہ چوں حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در غدیر خم حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ در شان امیر المومنین علیہ السلام فرمود بخیمہ فرود آمد و در خیمہ

خاص خود بنشست و فرمود کہ امیر المومنین علی در خیمہ دیگر بنشیند بعد ازاں طبقات خلایق را فرمود تا بہ خیمہ علی رضی اللہ عنہ رفتند و زبان بہ تہنیت کشادند چوں مردم ازیں امر فارغ شدند امہات مومنین بفرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نزد علی رفتند و او را تہنیت دادند۔ امہات المومنین میں اول درجہ کی ذی عزت بیگم حضرت عائشہ صدیقہ یقیناً ضرور ہے کہ یہ بھی ادائے تہنیت میں رطب اللسان ہوئی ہوں افسوس ہے کہ جنگ جمل میں اسکا مطلق خیال نہ رہا سوائے ازیں ۱۳ کس علمائے اہل سنت لکھتے ہیں کہ بروز غدیر آنحضرت نے حضرت علی کے سر پر عمامہ باندھا اور فرمایا کہ بدر و حنین میں جو ہماری امداد کو فرشتے آئے تھے اُن کے سروں پر اسی قسم کے عمامے بندھے ہوئے تھے نام اس عمامہ کا سحابہ تھا دیکھو حدیث غدیر کی جلد دوم کا حصہ ثانی از صفحہ (۳۰۳) لغایت (۳۱۰) اب تمام رسومات مسند نشینی ختم ہو چکیں بقول آٹھ کس علمائے جلیل القدر حسان ابن ثابت شاعر اسی وقت قصیدہ انشا کر کے کھڑے ہوئے اور حسب تصریح ابن جوزی مندرجہ کتاب تذکرۃ الخواص الائمہ اس طرح پڑھنا شروع کیا

ینادیہم یوم الغدیر نبیہم — بخم فاسمع بالرسول منادیاً
وقال فمن مولاکم و ولیکم — فقالوا ولم یبدوا ہناک التعامیا
الہک مولانا و انت ولینا — ومالک منا فی الولایۃ عاصیا
فقال لہ قم یا علی فاننی — رضیتک من بعدی اماماً و ہادیاً
فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ — فکونوا لہ انصار صدق موالیا
ہناک دعا اللہم وال ولیہ — وکن للذی عادی علیاً معادیا

حسان ابن ثابت قصیدہ پڑھ چکے انعام کے منتظر ہیں وہی ابن جوزی خاتمہ اشعار پر لکھتے ہیں کہ جس وقت حضرت تمام مضمون سن چکے تب ان کلمات دعائیہ کا انعام مرحمت فرمایا (یا حسان لا تزال مویداً بروح القدس ما نصرتنا او نافحت عنا) صاحب فرائد

اسمٰعیل نے بہ مثل ابن جوزی اپنی کتاب میں اشعار مندرجۂ ذیل نقل کر کے لکھا ہے کہ جب آنحضرت جناب امیرؑ کو مولائے مومنین قائم کر کے دعائیں وغیرہ سب دے چکے اسوقت حسان ابن ثابت نے دستبستہ عرض کیا کہ یا حضرت اگر ارشاد ہو تو میں آج کی اس کیفیت کو نظم کر دوں حضرت نے فرمایا کہو خدا تمہیں برکت دے ان تمام واقعات پر نظر کر کے صاحبان بصیرت سوچیں کہ آنحضرت نے بارہا مواطن متعدد و مقامات متکثر میں اپنے اہلبیت دبا لخصوص جناب امیرؑ کی فضائل مثل ازیش ارشاد فرمائے ہیں آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں مگر اہتمام و انتظام کسی تقریب میں نہیں ہوا عقل باور نہیں کرتی کہ محض علی کو محب و ناصر مومنین بیان کرنے پر یہ تزک وشان دکھلایا گیا ہو حسان ابن ثابت کے اس شعر پر بھی نظر ڈالنی چاہئے جس میں امامت وہدایت کو بعد نبی مختص بذات مرتضوی بیان کیا ہے وہ شعر یہ ہے۔

فقال لہ قم یا علی فاننی رضیتُ من بعدی اماماً وھادیا

تیرہ کس علماء با تفاق لکھتے ہیں کہ حسان نے بحضور جمیع صحابہ بعد آنحضرت حضرت امیر کو ہادی و امام بیان کیا اور اس بیان کرنے پر امداد روح روالقدس کا انعام پایا اگر مولے کے معنی محب و ناصر کے ہوتے تو حسان کا امام وہادی کہنا اور اس پر دعا کا انعام لینا کوئی معنی پیدا نہیں کر سکتا وہ روز سعید ۲۷ رجب المرجب سے عزو وقعت وخیر و برکت میں کم نہ تھا کیونکہ تاریخ موصوف کو جناب رسالتمآب علیہ الصلواۃ والسلام مبعوث برسالت ہوئے ہیں اسروز اہل اسلام تشکریہ کے روزے رکھتے ہیں۔ عید کر کے باہم بغلگیر ہوتے ہیں علی ہذا ۱۸ ذی الحجہ کو ولایت حضرت امیرؑ سے تکمیل دین ہوئی خدا نے اپنی تمام نعمتوں کو شامل حال اسلام فرمایا۔ آنحضرت نے محنت شاقہ سے جو اجرائے اسلام میں کوشش فرمائی تھی اس کے صلہ میں سارٹیفکٹ رضامندی حاصل کیا۔ چونکہ اس ابتدائے مبارک یعنی بعثت ختمی مرتبت کی یہ انتہا ہے لہذا ادب شناس نبوت آج بھی عید کر کے روزے

رکھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں برادران ایمانی کو بہ نظر خوشنودی خدا اور رسولؐ و علیؑ و بتولؑ مدعو کرتے ہیں۔ غرباء و محتاجین سے سلوک ہوتے ہیں حضرات اہل سنت روز غدیر کی حقیقت سے بھی واقف نہیں چنانچہ شیخ نجف علی صاحب تحصیلدار شیرکوٹ ضلع بجنور رئیس موضع سیکری ضلع مظفرنگر نے حقیر سے دریافت کیا کہ روز غدیر میں کیا خصوصیت ہے جو حضرات شیعہ اس دن کو از جملہ عباد قرار دے کر ابواب فرحت و سرور کشادہ کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور بوجہ محمدی ہونے کے بحکم مذہب مجبور ہیں اگر ہم اس روز بزرگ کو بہ نظر حقارت دیکھیں تو لازم آجائے گا کہ ہم کو اسلام سے پوری محبت و دلچسپی نہیں (تحصیلدار صاحب) ہم لوگ جو غدیر کی عید نہیں کرتے۔ لہذا آپ کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں (حقیر) آپ صرف گوشت خور مسلمان ہیں اگر پکے دیندار ہوتے تو ضرور عید مناتے۔

(تحصیلدار صاحب) آخر کہئے تو سہی ایسا کیا نادر روزگار معاملہ روز غدیر پیش ہوا جو اس کا عید منانے والا پکا مسلمان کہا جائے۔

(حقیر) معاملہ بعد میں بیان کروں گا پہلے آپ میرے ایک سوال کا جواب دیدیں اور وہ یہ ہے کہ تحصیل شیرکوٹ میں فرض کر لیجئے کہ کسی اتفاق سے لاٹ صاحب بہادر تشریف لا کر آپ کی تحصیل کا معائنہ کریں اور بعد ملاحظہ دفتر وغیرہ اعمالنامہ کی کتاب میں اپنے قلم سے لکھدیں کہ اس تحصیلدار نے اپنے فرائض منصب کو اس خوش اسلوبی سے پورا کیا کہ جس سے حضور انجناب نہایت محظوظ ہوئے لہذا دوام کے لئے اس کے کام سے رضامندی ظاہر کرتے ہیں سچ فرمائیے کہ اس روز آپ کی ذات آپ کی اولاد آپ کی ازواج آپ کے عملہ آپ کے احباب کو کیسی مسرت ہوگی۔

(تحصیلدار) بے شبہ وہ انتہائے شادی و بہجت کا موقع ہے اس روز ہم ضیافتیں کریں دوستوں کو کھلائیں کھلائیں ہمارے اقربا اکثر اس واقعہ کو فخریہ طور پر الفاظ گوناگوں سے بیان کریں

تمام اہلکاران تحصیل اور احباب فرط مسرت سے جامہ میں نہ سمائیں۔

(حقیر) اگر آپ کے اقربا سے کوئی شخص اس دن کو کبھی بھولے سے بھی یاد نہ کرے یا یہ کہ یاد کرنے والوں کو برا سمجھے اور اس روز کے خوش ہونے والوں کو غلط نگاہ سے دیکھے وہ آپ کے نزدیک کیا وقعت رکھتا ہے۔

(تحصیلدار صاحب) لاحول ولا قوۃ جس دن مجکو عمر بھر کی محنت کا صلہ امید سے زیادہ ملا اگر میری بی بی میرے بیٹے، میرے دوست میرے نوکر اس دن کی قدر نہ کریں تو میں سمجھوں گا کہ وہ میرے سچے ہمدرد اور خیر طلب نہیں ہیں۔

(حقیر) بس اس وقت آپ اپنے نفس کو حاکم قرار دے کر فیصلہ کریں کہ جس دن نبی کی محنت منظور باری ہو کر دین کی تکمیل ہوئی اور خدا نے صاف لفظوں میں حکم بھیجدیا کہ اے محمد ہم تمہاری کوشش سے جو اجر اس دین میں کی گئی رضامند ہو گئے اور اپنی جملہ نعمات تمام ہم تمکو دیں اس دن کا خوش ہونے والا نبی کی امت میں وفادار شمار کیا جائے گا یا وہ شخص جو کہ کبھی بھولے سے اس واقعہ کو یاد نہیں کرتا بلکہ اس دن کے خوش ہونیوالے کو برا سمجھتا ہے جیسا کہ آپ کے نزدیک لاٹ صاحب کی خوشنودی مزاج سے ناخوش ہونیوالا برا ہے ایسا ہی نبی کے نزدیک وہ گروہ بدترین امت ہے جس نے واقعہ غدیر کو بھلادیا چونکہ اس کبرسنی تک آپ نے کسی عالم سے ان واقعات کو نہیں سنا لہذا فرمائیے کہ آپ یا آپ کے عالم یا تمام اہل مذہب کیونکر یہ دعوے کرسکتے ہیں کہ ہم سچے مسلمان ہیں۔

یہ تمام تقریر سنکر تحصیلدار صاحب کا رنگ زرد ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکے۔ جبکہ حقیر نے ان کو مشوش دیکھا تو عرض کیا آپ محجوب نہوں یہ تمام قصور آپ کے علماء کی گردن پر ہے کہ اصل واقعات سے اطلاع نہیں دیتے۔ کبھی بر سبیل وعظ تم لوگوں کو نہیں سنانے کہ روز غدیر کس مرتبہ کا دن ہے سید علی ہمدانی نے مودۃ القربی میں اور اخطب خوارزم نے کتاب مناقب میں لکھا ہے کہ ۱۸ ذی الحجہ کو جس میں نبی نے علی کو اپنا قائم مقام

بتایا یا روزہ رکھنا بارہ برس کے روزہ کی برابر ثواب رکھتا ہے۔ عبارت مودۃ القربی دکھائی جاتی ہے عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال من صام یوم اثنا من عشر من ذالحجہ کان اللہ کصیام ستین شھرا و ھو الیوم الذی اخذ فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بید علی فی غدیر خم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ واخذل من خذلہ و عن الباقر عن ابائہ علیہم السلام من ذالک بل یروی عن کثیر من الصحابۃ فی اماکن مختلفہ ھذا الخبر خیر یہ تو ایک درمیانی قصہ بطور جملہ معترضہ کے مصنف نے بیان کیا اہل ایمان کو توجہ فرمانا چاہیے کہ جس مولایت کی یہ توقیر ہو کہ روز وقوع کے روزہ کا بارہ برس کے روزہ کی برابر ثواب ہو اسکو محمول بہ نصرت و محبت کرنا بعید العقل ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ اہل سنت سے جسطرح ممکن ہوتا ہے ایسے معاملات کو چھپاتے ہیں جس کا تعلق خاندان نبوت کی عزت و محامد سے ہوتا ہے کوشش تام کرتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ شیعہ جو غدیر کو خوش ہو کر روزہ رکھتے ہیں یہ بدعت ہے سنی صاحب المجلس کی کتاب دیکھ کر یہ قیاس کر لیتے ہیں کہ غدیر کے دن خوش ہونا اور روزہ رکھنا بدعت ہے اہل سنت کو آگاہ ہونا چاہیے کہ واقعہ غدیر کے انکار سے اکثر لوگ مبتلائے بلیات شدید ہوئے ہیں اُن کو لازم ہے کہ اس سے انکار نہ کریں ورنہ ممکن ہے کہ بروز قیامت کسی بلائے عظیم میں مبتلا ہو جائیں دو چار آیسے آدمیوں کے حالات حوالہ قلم کرتا ہوں کہ جنکو عید غدیر کے انکار نے گرفتار پنجہ مصیبت کیا ہے۔ از انجملہ ایک شخص نعمان بن فہری سے منقول ہے کہ جب آنحضرت غدیر میں اعلان مولائیت حضرت امیر کر کے مدینہ کو واپس ہوئے اور صحابہ اپنے اپنے اوطان اور اسکان کو پھرے اور یہ خبر عام طور پر شائع ہوئی کہ محمد صلعم نے اپنے داماد و ابن عم کو اسلامی دنیا کا بادشاہ بنایا جن کے مزاج میں مادہ حسد زیادہ جوش زن تھا اُنکو سخت بےچینی ہوئی

اور آتش عناد سے جل بھن کر خاک سیاہ ہو گئے از انجملہ حارث بن نعمان فہری اس خبر کو سننے
سے مثل مار دُم بریدہ پیچ کھاتا ہوا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور بصد طیش و غضب
اونٹ سے اُتر کر بے ادبانہ چیں بہ جبیں ہوکر کہنے لگا کہ اے محمد آپ نے نماز روزہ و حج
و زکواۃ و جہاد وغیرہ کا ہمکو حکم دیا سب منظور کیا ہماری اتنی باتوں پر آپ کو صبر نہ آیا اب یہاں تک
نوبت پہنچی کہ اپنے بھائی کو ہم پر سردار کیا سچ فرمائیے کہ یہ کارروائی آپ نے بحکم آسمانی
کی یا کہ اپنی طبیعت و مقتضائے محبت سے حضور نے فرمایا کہ اے ابن نعمان واللہ میں نے
ایسا نہیں کیا بلکہ خدا نے مجھکو حکم دیا ہے کہ تمام امت علی کے ہاتھ میں دیدوں یہ سنکر
وہ مردود آگ ہو گیا آسمان کی سمت ہاتھ اُٹھا کے کہنے لگا کہ بارِ خدا اگر یہ سچ ہے تو ابھی
آسمان سے ایک پتھر گرا بقدرت خدا ایک پتھر اُس ملعون کے سر پر گرا اور تہیگاہ سے نکل گیا
اُسی وقت آیہ کریمہ (سال سائل بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع) نازل ہوئی
اٹھارہ علمائے نامی نے اس واقعہ کو اپنی تالیفات و تصنیفات میں درج کر کے قلوب
منکرین کو بہ مثل مقعد حارث بن نعمان فہری پارہ پارہ کیا ہے۔ جلد دوم حدیث غدیر
کے حصہ ثانی صفحہ (۱) لغایت (۱۲۳) پر جملہ علمائے سنیہ کے بیانات درج ہیں جسکو شوق
ہو کتاب موصوف میں جس کے ہزارہا طبع شدہ جلدیں موجود ہیں دیکھ لیوے اگر لفظ مولے
سے حسب خیال اہل سنت آنحضرت کا اتنا ہی منشا ہوتا کہ علی محب و ناصر و مددگار ہیں تو موقع یہ
حارث مذکور کے رنجیدہ خاطر ہونے کا نہ تھا کیونکہ اگر کسی دشمن کو بھی یہ معلوم ہو جائے
کہ فلاں دشمن میرا دوست و مددگار ہے تو اُسکو سوائے خوش ہونے کے کوئی موقع
آزردہ ہونیکا نہیں خدا نہ معلوم اس منحوس نے کیوں عذاب واقع کی خواستگاری
کی جبوقت کہ وہ مردود مذکور غصہ سے ہونٹ چبا رہا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم فرما دیتے کہ کمبخت گرگٹ کی طرح کیوں رنگ بدل رہا ہے میں نے تو علیؑ کو تمہارا
ناصر و مددگار کیا ہے اس میں تیرا کیا حرج ہے۔ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو اس کے غصہ

رنے کی کوئی وجہ نہ تھی حق یہ ہے کہ جب اطراف عالم میں یہ خبر شائع ہوئی اور حاضرین
جلسۂ غدیر نے ایک نئے حاکم اسلام کی خبر لوگوں کو سنائی اُسوقت حارث کو ملال ہوا
اور اُس رنج نے کشاں کشاں جہنم کی اُسکو سیر کرائی جو حضرات کہ مونے کے معنی لوٹ پوٹ
رہے ہیں وہ بے شبہہ حارث کے ہم نشین ہوں گے یہ واقعہ تو آنحضرت کی زندگی کا تھا
بعد وفات سرورکونین جن لوگوں نے دیدہ و دانستہ معاملۂ غدیر کو ناشدنی قرار دے کر
چھپایا اُن کو بھی سخت مصیبت کا سامنا ہوا ہے دیکھو کس علمائے اہل سنت نقل کرتے ہیں کہ جب
وقت دریاب خلافت حضرت امیر سے جھگڑہ پیش آیا تو آپ نے بہ ثبوت خلافت خود چند صحابہ
سے جو کہ میدان غدیر میں حاضر تھے استشہاد فرمایا اکثر صحابہ نے گواہی دی کہ بیشبہہ ہم نے
اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ آنحضرت نے جناب کو مولائے مومنین فرمایا ہے اور آپ کی تحقیر و ذل
کرنے والوں کو دعا بد دی لیکن بعض مرغ دیلاؤ چکھنے والوں نے اغراض دنیوی پیش
نظر رکھ کر فرمایا کہ ہم بہ قصور مادۂ نسیان بھول گئے کچھ یاد نہیں ہے حضرت امیر نے غصہ ہو کر
اُن فراموشکاروں کے حق میں دعائے بد کی کہ اگر دیدہ و دانستہ اظہار حق میں بخیال
اکتساب دنیا یہ لوگ مضائقہ کرتے ہیں تو امراض صعب و لا علاج میں مبتلا ہوں چونکہ اُس
جماعت خودغرض و دنیا پرست نے سمجھ بوجھ کر حق پوشی کی تھی۔ لہذا کوئی مبروص ہوا
اور کوئی مجذوم ہوا ۔ دیکھو حدیث غدیر کی جلد دوم کا حصہ آخر از صفحہ (۱۲۵) لغایت ۱۵۰
ایک چھوٹی سی کتاب کی عبارت بھی عرض کرتا ہوں ۔ ملا جامی شواہد النبوت میں لکھتے ہیں
روزے علی مرتضیٰ بر حاضران مجلس سوگند داد کہ ہر کہ از رسولؐ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
شنیدہ است کہ گفتہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ گواہی دہد دوازدہ تن از انصار حاضر
بودند گواہی دادند یکے دیگر کہ آں را از رسول صلعم شنیدہ بود وحاضر بود اما گواہی نہ
داد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ اے فلاں تو چرا گواہی نہ دادی حالانکہ تو ہم
شنیدہ گفت من پیر شدہ ام و فراموش کردہ ام امیر گفت کہ خداوندا اگر ایں شخص

دروغ می گوید سفیدی بر چشم وے ظاہر گرداں کہ عمامہ آنرا نہ پوشد راوی بود کہ واللہ من آں شخص را دیدم کہ سفیدی بر میان دو چشم وے پیدا آمدہ بود و از آنجملہ گفت کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ من در ہماں مجلس یا شخص آں حاضر بودم و من نیز از انجملہ بودم کہ شنیدہ بودم اما گواہی ندادم و آنرا پنہاں داشتم خدائے تعالیٰ روشنائی چشم مرا ببرد گویند کہ ہمیشہ بر فوت آں شہادت اظہار ندامت میکرد و از خدائے تعالیٰ آمرزش میخواست رہ بہ نظر اطمینان ناظرین کتاب انساب الاشراف سے ایک عربی عبارت نقل کی جاتی ہے قال علی علی المنبر انشد اللہ رجل سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الا قام فشھد وتحت المنبر انس بن مالک والبراء بن عازب وجریر بن عبد اللہ البجلی فاعادھا فلم یجبہ احد فقال اللھم من کتم ھذہ الشھادۃ وھو یعرفھا فلا تخرجہ من الدنیا حتی تجعل بہ آیۃ یعرف بھا قال فبرص انس وعمی البراء ورجع جریر اعرابیا بعد ھجرتہ فاتی الشراۃ فمات فی بیت امہ۔ مطلب عبارت ہذا کا وہی ہے جو کہ شواہد النبوۃ سے اوپر عرض کیا گیا۔ خدائے کریم کلام مجید میں فرماتا ہے (لا تکتموا الشہادۃ) یعنی حق کو پوشیدہ کرو۔ چونکہ صحابۂ رسول نے دیدہ و دانستہ امر حق کو چھپایا لہذا کوئی گنجا ہوا کوئی اندھا کوئی کانا وہ کیا اصحاب باحیا اور صاحب ایمان تھے (الصحابۃ کلھم عدول) جو سنی صاحب فرماتے ہیں وہ عین صواب ہے بڑے ہی ثقہ اور عادل تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت علی نے حدیث غدیر سے کیوں استشہاد بہ خلافت کیا درحالیکہ اس کے معنی حسب فرعوم اہلسنت محب و ناصر کے تھے اگر حضرت امیر محبت و نصرت مومنین سے دست کش ہو کر راہ عداوت اختیار کرتے تو اصحاب رسول حاضران وادی غدیر کو شہادت گاہ میں لاکر گواہی دلاتے اور کہتے کہ دیکھو بھائیو کل تم سب کی موجودگی میں انھوں نصرت و اعانت مومنین کا بیڑا اٹھایا تھا آج اس سے پھر گئے اور بجائے نصرت عداوت کرنے لگے۔

چونکہ حضرت امیر علیہ السلام نے حدیث غدیر پر استدلال کر کے اپنا حق بخلافت ہونا ظاہر کیا اور صحابہ سے گواہی دلائی نظر براں سمجھا یا گیا کہ وہ حدیث موصوف کو مثبت اولیٰ بہ تصرف جانتے تھے شاہ صاحب تحفہ میں بمقام بحث متعہ لکھتے ہیں "ہر کہ غزوۂ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گو یا دعوے غلطی و استدلال حضرت مرتضوی می کند وایں دعوے شاہد جہل وحمق است" پس جو اہل سنت کہ بہ ابطال استدلال جناب امیر علیہ السلام بلکہ اکثر صحابہ حدیث موصوف بالا کو محمول بہ نصرت و محبت کر کے اولیٰ بہ تصرف ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ بقول شاہ صاحب جاہل احمق و سفیہ ہیں اور چونکہ شاہ صاحب علام بھی اسی زمرہ میں داخل ہیں لہذا الحکم اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول، خود بھی جاہل و احمق و مزید براں مجرم حلف دروغی ہو گئے۔

دیکھئے بعد ملاحظہ مضامین مندرجہ صدر حدیث غدیر کو بہ اتباع متعصبین محب و ناصر یقین کر کے کون کون حضرات جہل و سفاہت میں اول درجہ کی سند حاصل کرتے ہیں ان سب سے بالاتر ایک اور بات ایسی قوی عرض کرتا ہوں کہ جس کو معائنہ کر کے حضرات اہل سنت بالیقین سمجھ لیویں کہ مولے کے معنی اولیٰ بہ تصرف یعنی حاکم امت کے ہیں وہ یہ ہے کہ بوقت نزاع خلافت جبکہ حضرت امیرؑ نے صحابہ سے بدلیل حدیث غدیر اپنی خلافت پر گواہی دلائی اکثر نے ادائے شہادت کی اور بعض نے مثل انس و زید بن ارقم وغیرہ کے یہی بات کے بیان کرنے سے مضایقہ کیا جو لوگ گواہی دے گئے وہ شاداں و فرحاں اپنے اپنے گھر گئے اور جنھوں نے بعذر نسیان و پیرانہ سالی دیدہ و دانستہ امر حق کو چھپایا وہ بیچ کانے ہوئے مرد عاقل کو اس جگہ فکر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ جلیل القدر صحابہ کیوں مارے پڑے بہر حال ان سے کوئی ایسا ہی شدید قصور ہوا تھا جس کی پاداش میں چہرہ کا نور آنکھوں کی بصارت۔ بدن کی صحت کو لیلیا گیا سوائے خدا کے یہ قدرت کسی کو نہیں ہے کہ مبروص و مجذوم و مشلول و اندھا کر دیوے

اس قدرتی سزا نے بالکل یقین دلایا کہ مولے بہ معنی اولے ہے اگر نہ مانا گیا تو اعتقاد کرنا پڑے گا کہ خدا نے معاذ اللہ ناحق سے صحابہ رسولؐ کو سزائے جسمانی دیکر انگشت نما کیا حضرات سنیہ بڑے بہانہ جو اور سخت نا انصاف ہیں عداوت مرتضوی سے طرح طرح کی شقیں نکال کر لوگوں کو راہ صواب سے دور کرتے ہیں جب ہر عنوان سے درباب مولے بند ہو جاتے تو یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اگر مولے بہ معنی اولی ہے تو حضرت امیرؑ کو لازم تھا کہ خلفاء ثلثہ کے سامنے اسکو پیش کرتے درحالیکہ اُن کی روبرو کبھی اسکا ذکر تک نہیں کیا بنابر آں سمجھا گیا کہ وہ حدیث غدیر کو درباب خلافت ناکافی سمجھتے تھے۔ مولوی ابو القاسم الہ آبادی نے جو ایک چو ورقہ شائع کرکے تمام علماء شیعہ سے سوال کیا ہے اسمیں اسی احتمال کو تقویت دی ہے کہ بوجہ عدم احتجاج مرتضوی ہرگز یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ حدیث غدیر ثبت خلافت ہے افسوس ہے کہ کٹھ ملا اور بعض ناتراشیدہ اپنے متقدمین کی کتابیں بھی نہیں دیکھتے ناواجب عقیدہ کے موافق جو چاہتے ہیں لکھدیتے ہیں جاہل بیچارے علماء کی تحریروں کو وحی آسمانی سمجھ کر وہی غلط بات ذہن نشین کرکے بدراہ ہو جاتے ہیں۔ کاش اگر سنی صاحبان مضامین مندرجہ صدر پر تھوڑا بھی غور فرمائیں تو ممکن نہیں کہ ایسی بات منہ سے نکالیں کیا حضرت امیر کا حدیث غدیر کو روبروئے ثلاثہ نہ پیش کرنا اُن سب باتوں کا مبطل ہو جائے گا جنکو بصراحت اوپر بیان کیا ہے میں انشاء اللہ اکابر فرقہ سنیہ کے بیان سے ثابت کردوں گا کہ حضرت امیرؑ نے روبروئے ابوبکر و عمر و دیگر صحابہ بروئے حدیث غدیر اپنا حق بخلافت ہونا ثابت کیا ہے مگر اس سے پہلے اہل شعور کی خدمت میں یہ التماس کیا جاتا ہے کہ ایک شخص بمقابلہ حریف چند ہتھیاروں سے برسر جنگ ہو سکتا ہے از انجملہ اُس نے ایک حربہ سے اپنے دشمن کا کام تمام کیا تو کیا باقی آلات کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ناکارہ محض تھے نہیں ہرگز نہیں یہی حال جناب امیر علیہ السلام کا ہے۔ آپکے پاس اپنی حقیت کا اتنا بھاری ثبوت تھا کہ بمقابلہ اغیار چند

آیات وروایات سے فوق لیجا سکتے تھے مگر جیسا موقع ہوتا ہے ویسا ہی کلام کیا
جاتا ہے دیکھنا چاہئے کہ اول اول مسلمانوں میں کس بنیاد پر جھگڑا اٹھا وہ یہ تھا کہ
مہاجر وانصار نبیؐ کو تختۂ میت پر بیکس چھوڑ کر باہم گر سقیفہ میں برسر تکرار ہوئے ہر دو
گروہ اور مدعی خلافت ہو کر چاہتے تھے کہ خلافت ہمارے پاس رہے آخر کار بہ دلیل
(الائمۃ من قریش) بمقابلہ انصار حضرت صدیق نے ڈگری پائی جناب امیر علیہ السلام کو
لوگوں نے اطلاع دی کہ خلافت تکہ بوٹی ہو رہی ہے اگر اس وقت آپ وہاں پہنچ جائیں تو
سب کی آتش طمع پر چھینٹا پڑ جائے گا کوئی دم نہ مار سکے گا آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ
الا باللہ مجھ سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کون ومکاں کو بلا دفن کئے خلافت کی
تگ ودو میں سرگرداں رہوں۔ غرضکہ میدان خالی پاکر جناب ابو بکر امیر امت بن گئے
گروہ گروہ بیعت کرکے دائرہ اطاعت میں داخل ہوئے بعد استقرار خلافت جہت حصول
بیعت حضرت امیرؑ کو طلب فرمایا آپ نے موقع طلب پر تشریف لیجا کر دریافت کیا کہ میں کیوں
بلایا گیا ہوں۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ ایجانب نیابت نبوی کے لئے انتخاب ہوئے ہیں
اور تو سب لوگ بیعت کر چکے صرف نبیؐ صاحب کا خاندان خارج از احاطۂ اطاعت ہے
اگر آپ بھی مجکو حاکم دین تسلیم کریں تو پھر کچھ کھٹکا ہی نہ رہے پیر پھیلا کر تخت خلافت پر
آرام کروں حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا آخر یہ تو فرمائیے کہ آپ نے بمقابلہ انصار
کس حجت سے بازی لی ابو بکر جواب دہ ہوئے کہ ہم مکی ہیں اور وہ مدنی بوجہ قرابت
چند پشت اوپر آنحضرت سے ہمارا سلسلۂ نسب ملتا ہے حضرت کے قرابت دار واہل وطن
سمجھ کر انصار خلال پاگئے حضرت امیرؑ نے فرمایا جس حجت پر آپ نے انصار کو خاموش کیا وہ
ہی میں خلافت مآب کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اگر بقول جناب انصار حصول منصب
امامت قربیت پر ہے تو ہم بہ مقابلہ جناب آنحضرت سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں قریش
میں آپ بنی عدی ہیں اور میں بنی ہاشم آپ نبیؐ کے خسر میں داماد۔ حضرت میرے چچا زاد

بھائی تھے اور آپ کے کچھ بھی نہیں بہر عنوان ترجیح مجکو ہے گدی کو چھوڑ کر ادہر ہاتھ ملائے
یہ تقریر سنکر خلیفہ چکر میں آئے انمیں سے ایک کا جواب اُن کے پاس نہ تھا صاحب روضۃ
الاحباب نے اس موقع پر ایک طولانی مضمون لکھا ہے اسجگہ ایک فقرہ لکھتا ہوں (ابوبکر صدیق
چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از آنہا مقابل صد کلمہ مل ہزار است راہ رفق و
مدارا پیش گرفت۔ افسوس ہے کہ سوائے گڑگڑانے اور خوشامد کرنے کے خلیفہ جی کو کچھ نہ سوجھا
سنیونکو لازم ہے خلیفہ اول کی بنیاد خلافت کو دیکھیں کہ کتنی سطح زمین سے اونچی تھی
حضرت امیرؑ کے ایک دہکہ کو بھی نہ سنبھال سکے بالجملہ حضرت امیر نے یہ تقریر محض اس غرض سے
کی تھی کہ خلیفہ صاحب نے اپنا تمام مایہ ناز اُسیکو سمجھا تھا اور بجائے خود اسی کو قبالہ خلافت
قیاس کئے ہوئے تھے کاش وہ کسی آیت یا حدیث کو اپنی خلافت پر سند لاتے تو ویسا
ہی جواب پاتے جس بنا پر خلیفہ صاحب غرہ کناں سند خلافت کا گوشہ دبائے ہوئے
تھے اُسیکو بحق خود حضرت علیؑ نے ایسا فایق ثابت کردیا کہ خلیفہ صاحب کو بجز تسلیم سکوت
کوئی چارہ نہوا یہ عین حسن کلام ہے کہ جس دلیل کو مد مقابل مضبوط جانکر محل استدلال میں لائے
اُسیکو توڑ دیا جائے مثلاً ایک شخص فن تیغ بازی میں دعوے تفرد رکھتا ہو تو اُسکو بندوق
یا تلوار سے ہلاک کرنا اُس کے دعوے فردیت کو باطل نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر اسکو تیغ سے مارا
جائے تو عام لوگ سمجھ جائینگے کہ وہ اپنے دعوے یکتائی میں جھوٹا تھا۔ علی ہذا اگر حضرت
امیر خلیفہ صاحب کی اُس حجت کے مقابلہ میں جسکو سنکر انصار بند ہو گئے تھے حدیث غدیر
یا کسی اور منقبت کو پیش کرتے تو خلیفہ جی کی بات کا جواب نہوتا اور وہ اپنی دلیل میں کامل
شمار کئے جاتے لہذا وہ اُسے حجت سے مجروح کئے گئے کہ جسپر انکو تمام تر بھروسہ تھا مگر لغایت
الہی ہمارا کیسہ خالی نہیں ہزار ہا گل اُمید سے دامن بھرا ہوا ہے اگر حضرات اہلسنت اسیکو قابل
وثوق جانتے ہیں کہ روبروے خلیفہ حدیث غدیر کا پیش ہوجانا اونکے بہ تصرف کا تصدیق کرتا
ہوتا تو اُسکے لئے بھی حاضر ہیں منکرین مولائیت کو تا سہ دروازہ

ہوش توجہ فرما کر مضمون کو دیکھیں جناب امیر کا ایک دیوان ہے جسکی شرح میبذی عالم سنی المذہب نے کی ہے اور اُس دیوان موصوف میں چند اشعار ایسے ہیں کہ جن کی معانی ومطالب بلا دخل تاویل بہیر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے خلافت کے تلف ہونے پر بہت افسوس ظاہر کرکے بروے حدیث غدیر و حدیث منزلت ہارون وغیرہ ما اپنا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت فرمایا ہے اشعار عربی جو کہ حضرت کی زبان درفشان سے نکلے ہیں چھوڑ کر فارسی انکا وہ ترجمہ درج کرتا ہوں جو کہ حسین میبذی شارح کے قلم سے نکلا ہے (یہ حقیقت حانذ مردم کہ بخش من از اسلام افزدں می آید از ہر بخشے). واحمد پیغمبر برادر من وپدر زن من است بود خدا درود فرستادہ و پسر برادر من ست و پدر بیتکہ من کشیدہ ام مردم را ہمہ بسوے اسلام از عرب و عجم ۔ وکشندہ ہر متہر و سردارم و سرکش از کافران بزرگ

از خلق جہاں پایۂ من بیشتر است — در علم و عمل پایہ من بیشتر است
جاہل کہ ز بخت من بگیرد خونش — در دیدۂ او خنجر من بیشتر است

در قرآن لازم گردانید دوستی من واجب کرد فرمانبرداری مرا و خبرداد میدان در غدیر خم پس کیست از شما کہ برابر باشد مرا بہ بخش من و اسلام من و خویشی من و خوشی من (حسین میبذی) ۵

اے مہر تو بر تمام عالم شدہ فرض — در ذمہ ہمت احسان تو قرض
بے مہر تو حق نمی کند ہیچ قبول — روزیکہ رسد نامۂ اعمال بعرض

آگے پھر عبارت شرح ہے (پس واے ۔ پس واے ۔ پس واے مر آنکس را کہ ملاقات کند خدا را باستم کردن با من وواے پس واے مر انکار کنندۂ فرمانبرداری مرا و خواہندۂ گم کردن حق مرا وواے مر آنکس را کہ بدبخت شود از بیخردی خواہد دشمنی مرا بگناہ (حسین میبذی) ۵

ہر کس کہ نہ گشت واقف از حال نبی — یکرنگ نہ شد ز جہل با آل نبی
گر فضل علی خود نتوانی دانست — باید کہ کنی فہم ز اقوال نبی

ان اشعار دُربار کا مضمون دیکھ کر غالباً ہر صاحب دیانت کو یقین ہو جائیگا کہ جناب امیرؑ اپنی خلافت کے لئے

بجائی تھے اور آپ کے کچھ بھی نہیں بہر عنوان ترجیح مجلو ہے گدی کو چھوڑ کر ادہر ہاتھ ملائے
یہ تقریر سنکر خلیفہ چکر میں آئے انمیں سے ایک کا جواب اُن کے پاس نہ تھا صاحب روضۃ
الاحباب نے اس موقع پر ایک طولانی مضمون لکھا ہے اسجگہ ایک فقرہ لکھتا ہوں ابو بکر صدیق
چوں دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے ازانہا مقابل صد کلمہ مل ہزار ست راہ رفق
مدارا پیش گرفت۔ افسوس ہے کہ سوائے گڑگڑانے اور خوشامد کرنے کے خلیفہ جی کو کچھ نہ سوجھا
سینو نکو لازم ہے خلیفہ اول کی بنیاد خلافت کو دیکھیں کہ کتنی سطح زمین سے اونچی تھی
حضرت امیرؑ کے ایک دھکے کو بھی نہ سنبھال سکے بالجملہ حضرت امیرؑ نے یہ تقریر محض اس غرض سے
کی تھی کہ خلیفہ صاحب نے اپنا تمام مایہ ناز اسیکو سمجھا تھا اور بجائے خود اسی کو قبالۂ خلافت
قیاس کئے ہوئے تھے کاش وہ کسی آیت یا حدیث کو اپنی خلافت پر سند لاتے تو دیا
ہی جواب پاتے جس بنا پر خلیفہ صاحب غرہ کناں سند خلافت کا گوشہ دبائے ہوئے
تھے اسیکو بھی خود حضرت علیؑ نے ایسا فایق ثابت کر دیا کہ خلیفہ صاحب کو بجز تسلیم سکوت
کوئی چارہ نہوا یہ عین حسن کلام ہے کہ جس دلیل کو مد مقابل مضبوط جانکر محل سند لال میں لائے
اسیکو توڑ دیا جائے مثلاً ایک شخص فن تیغ بازی میں دعوے تفرد رکھتا ہو تو اسکو بندوق
یا تلوار سے ہلاک کرنا اس کے دعوے فردیت کو باطل نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر اسکو نیزہ سے ہرا
جائے تو عام لوگ سمجھ جائینگے کہ وہ اپنے دعوے یکتائی میں جھوٹا تھا۔ علی ہذا اگر حضرت
امیر خلیفہ صاحب کی اس حجت کے مقابلہ میں جسکو سنکر انصار بند ہو گئے تھے حدیث غدیر
یا کسی اور منقبت کو پیش کرتے تو خلیفہ جی کی بات کا جواب نہوتا اور وہ اپنی دلیل میں کامل
شمار کئے جاتے لہذا وہ اسے حجت سے مجروح کئے گئے کہ جس پر انکو تمام تر بھروسہ تھا مگر بفضلہ تعالیٰ
الٰہی ہمارا کیسہ خالی نہیں ہزار ہا گل امید سے دامن بھرا ہوا ہے اگر حضرات اہلسنت اسیکو قابل
وثوق جانتے ہیں کہ روبروے خلیفہ حدیث غدیر کا پیش ہو جانا اون بے تصرف کا تصدیق کر دیتا
ہوتا تو اسکے لئے بھی حاضر ہیں منکرین مولائیت کو تا بہ دروازہ ہاتھ پکڑ کر پہنچا دینگے صاحبان

ہوش توجہ فرما کر مضمون کو دیکھیں جناب امیر کا ایک دیوان ہے جسکی شرح میبذی عالم سنی المذہب نے کی ہے اور اُس دیوان موصوف میں ، چند اشعار ایسے ہیں کہ جن کی معانی و مطالب بلا دخل تاویل ہمپر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے خلافت کے تلف ہونے پر بہت افسوس ظاہر کرکے بروے حدیث غدیر و حدیث منزلت ہارون وغیرہ کا اپنا خلیفہ بلا فصل ہونا ثابت فرمایا ہے اشعار عربی جو کہ حضرت کی زبان درفشان سے نکلے ہیں چھوڑ کر فارسی کا وہ ترجمہ درج کرتا ہوں جو کہ حسین میبذی شارح کے قلم سے نکلا ہے ( بہ حقیقت واند مردم کہ بخش من از اسلام افزوں می آید از ہر بخشے و احمد پیغمبر برادر من و پدر زن من ہست بود خدا درود فرستادہ و پسر برادر من ست و مدبر بیتکہ من کشیدہ ام مردم را ہمہ بسوے اسلام از عرب و عجم ۔ و کشندۂ ہر مہتر و سردارم و سرکش از کافران بزرگ

از خلق جہاں پایۂ من بیشتر ست ۔۔۔ در علم و عمل پایہ من بیشتر ست

جاہل کہ ز بخت من بگیرد خونش ۔۔۔ در دیدۂ او خنجر من بیشتر ست

در قرآن لازم گردانید دوستی من و واجب کرد فرمانبرداری مرا و خبر داد یدان در غدیر خم پس کیست از شما کہ برابر باشد مرا بہ بخش من و اسلام من و پیشی من و خوشی من ( حسین میبذی ) ؎

اے مہر تو بر تمام عالم شدہ فرض ۔۔۔ در ذمہ ہمتت احسان تو قرض

بیمہر تو حق نمی کند ہیچ قبول ۔۔۔ روزیکہ رسد نامہ اعمال بعرض

آگے پھر عبارت شرح ہے ( پس واے ۔ پس واے ۔ پس واے مر آنکس را کہ ملاقات کند خدا را باستم کردن با من و واے پس واے مر انکار کنندۂ فرمانبرداری مرا و خواہندہ کم کردن حق مرا و واے مر آنکس را کہ بدبخت شود از بیخبری خواہد دشمنی مرا بیگناہ ( حسین میبذی ) ؎

ہر کس کہ نہ گشت واقف از حال نبی ۔۔۔ یکرنگ نہ شد زجہل با آل نبی

گر فضل علی خود نتوانی دانست ۔۔۔ باید کہ کنی فہم ز اقوال نبی

اِن اشعار دُربار کا مضمون دیکھ کر غالبًا ہر صاحب دیانت کو یقین ہوگیا ہوگا کہ جناب امیر اپنی خلافت کے لیے

حدیث غدیر کو نص قطعی جانتے تھے اور اُن لوگوں پر افسوس کرتے تھے جنہوں نے اُنکے حقوق کو تلف کیا
تھا شارح موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام علی بن احمد واحدی نے بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہے کہ
جناب مرتضیٰ علیہ السلام نے یہ اشعار ابدار جنکا ہم نے ترجمہ کیا ہے بحضور امیر المومنین ابوبکر و عثمان و طلحہ
و زبیر و فضل بن عباس و عمار و عبد الرحمان و ابوذر و مقداد و سلمان و عبد اللہ ابن مسعود پڑھے تھے
پس حضرات اہل سنت کا وہ سب طمطراق کہ حدیث غدیر خلفا کے سامنے یہ ثبوت خلافت خود کبھی
حضرت امیرؑ کے لبوں تک نہیں آئی برباد فنا ہو گیا بعد قتل جناب عمر جبکہ بتجویز خلیفہ کے لئے مجلس شوریٰ
قایم ہوکر انتخاب شروع ہوا اور حضرت امیرؑ بایں جرم کہ انھوں نے اتباع سیرت شیخین سے انکار
کیا تھا بہ تجویز عبد الرحمان ابن عوف میر مجلس فرد انتخاب سے نظری کیے گئے اسوقت بھی آپنے
حدیث غدیر و دیگر وجوہ سے اپنا استحقاق مرجح خلافت میں ظاہر کرکے فرمایا تھا کہ مجھ پر ہر خلافت
میں ظلم ہوتا رہا اور ہمیشہ میرا حق پایمال کیا گیا اگر خوف برہمی اسلام ہوتا تو شیرازہ خلافت کو توڑ دیتا
دیکھو حدیث طبری میں کتاب مغازی کی وہ عبارت جس میں مضمون بالا درج ہے غرضکہ حضرت امیرؑ
نے ہر موقع پر حدیث غدیر کو ثبوت خلافت میں پیش کیا۔ مگر جن کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی
وہ حدیث رسول پر کب کان دھرنیوالے تھے حضرات اہلسنت کی عادت ہے کہ جس کسی کو حق گو اور مداح
خاندان نبوت پاتے ہیں اسکو رافضی سمجھ کر افراد معتبرین سے خارج کر دیتے ہیں عجب نہیں کہ بجرم
راست بیانی حسین میبذی شارح دیوان جناب امیرؑ کی نسبت بھی ایسا ہی قیاس دوڑائیں لہذا
اُن کے ساکت کرنیکے واسطے عالم موصوف کا اقتدار دکھلایا جاتا ہے محمود بن سلیمان کفوی نے
کتاب اعلام الاخیار میں اس طرح لکھا ہے "و فی کتاب الفواتح شرح دیوان علی لمولانا حسین بن
معین الدین المیبذی جدّ امامنا شافعی محمد بن ادریس بن عباس بن شافع بن ثابت بن عبید بن عبد
بن ہاشم بن عبد المطلب ثابت در روز بدر مسلمان شد" اور کتاب کفوی کی یہ عبارت ہے "و رأیت فی
اخر الفاتحہ السادسۃ فی فواتح شرح الدیوان المنتسب الی علی ابن ابیطالب للمولیٰ معین الدین المیبذی نقلا
عن عروۃ الشیخ علاء الدولۃ قال قطب زمان عماد الدین عبد الرحمان یاد سیفی و یا دسین دہ است از

نزدیک ابہر، اور کاتب چلپی نے کشف الظنون میں بہ ذیل ذکر شروح کافیہ اسطرح لکھا ہے (وقد
شرح الکافیۃ لمولانا حسین المیبذی سماہ مرضی الرضی اولہ کلمۃ اللہ ہے العلیا فی جمیع الابواب
اسی کتاب میں بمقام دیگر مسطور ہے) دیوان علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قد شرحہ حسین
بن معین الدین المیبذی الترمذی المتوفی سنۃ سبعین وثمان مائۃ (۸۷۰) بالفارسیۃ
خلاصہ ان تمام عبارات کا یہ ہوا کہ حسین میبذی نے حضرت امیرؑ کے دیوان کی شرح لکھی ہے
اور وہ بڑے فاضل تھے۔ مناسب موقع سمجھ کر حبیب السیر سے ایک عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے کہ شارح
موصوف کا مبلغ علم معلوم ہو جائے گا (قاضی کمال الدین حسین یزدی در سلک افاضل علماء عراق
بل اعظم دانشمندان آفاق انتظام داشت در مملکت یزد بامر قضا منصوب بودہ علم امانت می افراشت
از جملہ مؤلفاتش شرح دیوان معجز نشان حضرت مقدسہ امیر المومنین تصنیفی است دانش اثر و مطبوع
طبائع سلیمہ دانشوران فضیلت پرور ہمچنیں آنجناب بر کافیہ و ہدایہ حکمت و طوالع وشمسیہ حواشی
دقیقہ در عقد انشار انتظام دادہ در اں مولفات کمال دانش وجودت طبع خود را بر منصہ عرض نہادہ)
خیال فرمانیکی جگہ ہے کہ ایسے ایسے علمار ذیشان شارح موصوف کو بہ لفظ مولانا و صفات صدق
و امانت و دانش وجودت طبع وغیرہ یاد کر کے غایت درجہ مداحی کرتے ہیں وہ ہی ممدوح
تصدیق فرماتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے جناب ابوبکر و امثالہم کے مواجہ میں حدیث غدیر سے اپنی
خلافت ثابت کر کے انکے ملتفت ہونے پر سخت افسوس ظاہر کیا ہے اسپر بھی اگر حضرات اہلسنت بمانیں
اور بوجہ فرط تعصب و اعتساف سے منکر مولائیت حضرت امیرؑ بعد از جناب بشیر و نذیر ہوتے
رہیں تو ہم انکا کیا کر سکتے ہیں جتنا ہم ثابت کریں گے اسیقدر غلبۂ عداوت سے حضرات زیگر امے
بادیۂ انکار ہونگے جنکو اسبات کا پورا یقین ہے کہ فردائے قیامت پوچھا جائیگا کہ بخلاف نصیحت
و وصیت رسول شخص غیر مستحق کی خلافت کا اعتقاد کر کے اسکو امر دین میں اپنا حاکم کیوں قرار دیا
وہ تو ممکن نہیں کہ بعد ملاحظۂ حالات مندرجہ صدر شیخین وغیرہ کو باستحقاق جائز خلیفہ تسلیم کریں
اور جو حضرات کہ دین آبائی پر قایم رہنا پسند کرتے ہیں وہ بالیقین ہماری وجوہات لاجواب

حدیث غدیر کو نص قطعی جانتے تھے اور اُن لوگوں پر افسوس کرتے تھے جنہوں نے اُنکے حقوق کو تلف کیا تھا شارح موصوف یہ بھی لکھتے ہیں کہ امام علی بن احمد واحدی نے بروایت ابو ہریرہ نقل کیا ہے کہ جناب مرتضیٰ علیہ السلام نے یہ اشعار ابدار جنکا ہم نے ترجمہ کیا ہے بحضور امیر المومنین ابو بکر و عثمان و طلحہ و زبیر و فضل بن عباس و عمار و عبد الرحمان و ابوذر و مقداد و سلمان و عبد اللہ ابن مسعود پڑھے تھے بس حضرات اہل سنت کا وہ سب طراق کہ حدیث غدیر خلفا ر کے سامنے یہ ثبوت خلافت خود کبھی حضرت امیر کے لبوں تک نہیں آئی بر باد فنا ہو گیا بعد قتل جناب عمر جبکہ تجویز خلیفہ کے لئے مجلس شوریٰ قایم ہو کر انتخاب شروع ہوا اور حضرت امیر بایں جرم کہ انھوں نے اتباع سیرت شیخین سے انکار کیا تھا بہ تجویز عبد الرحمان ابن عوف میر مجلس فرد انتخاب سے نظری کیے گئے اسوقت بھی آپنے حدیث غدیر و دیگر وجوہ سے اپنا استحقاق مرجح خلافت میں ظاہر کر کے فرمایا تھا کہ مجھ پر برابر خلافت میں ظلم ہوتا رہا اور ہمیشہ میرا حق پایمال کیا گیا اگر خوف رخنہ اسلام ہوتا تو شیرازۂ خلافت کو توڑ دیتا دیکھو حدیث طبری میں کتاب مغازی کی وہ عبارت جس میں مضمون بالا درج ہے غرضکہ حضرت امیر نے ہر موقع پر حدیث غدیر کو ثبوت خلافت میں پیش کیا۔ مگر جن کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی وہ حدیث رسول پر کب کان دھرنیوالے تھے حضرات اہلسنت کی عادت ہے کہ جس کسیکو حق گو اور طرح خاندان نبوت پاتے ہیں اسکو رافضی سمجھ کر افراد معتبرین سے خارج کر دیتے ہیں عجب نہیں کہ بجرم راست بیانی حسین میبذی شارح دیوان جناب امیر کی نسبت بھی ایسا ہی قیاس دوڑائیں لہذا اُن کے ساکت کرنیکے واسطے عالم موصوف کا اقتدار دکھلایا جاتا ہے محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب اعلام الاخیار میں اس طرح لکھا ہے دو فی کتاب الفواتح شرح دیوان علی لمولانا حسین بن معین الدین المیبذی جد امامنا شافعی محمد بن ادریس بن عباس بن شافع بن ثابت بن عبید بن عبد بن ہاشم بن عبد المطلب ثابت در روز بدر مسلمان شد، اور کتاب کفوی کی یہ عبارت ہے و رایت فی اخر الفاتحہ السادستہ فی فواتح شرح الدیوان المنتسب الی علی ابن ابیطالب للمولیٰ معین الدین المیبذی نقلا عن عروۃ الشیخ علاء الدولۃ قال قطب مان ماعما والدین عبد الرحمان یار سینی و یار سین دہ است از

نزدیک ایسا) اور کاتب چلپی نے کشف الظنون میں بہ ذیل ذکر شرح کافیہ اسطرح لکھا ہے (وقد شرح الکافیۃ لمولانا حسین المیبذی سماہ مرضی الرضی اولہ کلمۃ اللہ ہے العلیا فی جمیع الابواب اسی کتاب میں بمقام دیگر مسطور ہے) دیوان علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قد شرحہ حسین بن معین الدین المیبذی الترمذی المتوفی سنۃ سبعین وثمان مائۃ (۸۷۰) بالفارسیتہ

خلاصہان تمام عبارات کا یہ ہوا کہ حسین میبذی نے حضرت امیرؑ کے دیوان کی شرح لکھی ہے اور وہ بڑے فاضل تھے۔ مناسب موقع سمجھ کر حبیب السیر سے ایک عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے کہ شارح موصوف کا مبلغ علم معلوم ہوجائے گا (قاضی کمال الدین حسین یزدی در سلک افاضل علماء عراق بل اعظم دانشمندان آفاق انتظام داشت در مملکت یزد بامر قضا منصوب بودہ علم امانت می افراشت از جملہ مولفاتش شرح دیوان معجزنشان حضرت مقدسہ امیر المومنین لقیبنفی است دانش از مطبوع طبائع سلیمہ دانشوران فضیلت پرور همچنیں آنجناب بر کافیہ و ہدایہ حکمت و طوالع و شمسیہ حواشی دقیقہ در عقد انشار انتظام دادہ دراں مولفات کمال دانش وجودت طبع خود را بر منصۂ عرض نہادہ خیال فرمانیکی جگہ ہے کہ ایسے ایسے علماء ذیشان شارح موصوف کو بہ لفظ مولانا وصفات صدق وامانت ودانش وجودت طبع وغیرہ یاد کرکے غایت درجہ مداحی کرتے ہیں وہ ہی ممدوح تصدیق فرماتے ہیں کہ حضرت امیرؑ نے جناب ابوبکر واشباہہم کے مواجہ میں حدیث غدیر سے اپنی خلافت ثابت کرکے اسکے تلف ہونے پر سخت افسوس ظاہر کیا ہے اسپر بھی اگر حضرات اہلسنت بنا بر اورسوم مدم فرط تعصب واعتساف سے منکر مولائیت حضرت امیرؑ بعد از جناب بشیر ونذیر ہوتے رہیں تو ہم انکا کیا کر سکتے ہیں جتنا ہم ثابت کریں گے اسیقدر غلبہ عداوت سے حضرات ہلکے آئے بادیہ انکار ہونگے جنکو اسبات کا پورا یقین ہے کہ خدائے قیامت پوچھا جائیگا کہ بخلاف نص جلی ووصیت رسول شخص غیر مستحق کی خلافت کا اعتقاد کرکے اسکو امر دین میں اپنا حاکم کیوں قرار دیا وہ تو ممکن نہیں کہ بعد ملاحظہ حالات مندرجہ صدر شیخین وغیرہ کو باستحقاق جائز خلیفہ تسلیم کریں اور جو حضرات کہ دین آبائی پر قایم رہنا پسند کرتے ہیں وہ بالیقین ہماری وجوہات لاجواب

زیادہ جوش کھا کر حضرت امیرؑ سے بہ مثل نعمان بن قہری بر سر عداوت ہو جائینگے جبکہ تقلید امت نے رسول مقبول کی زبان مبارک سے بحق اہلبیت سب کچھ سنا اور عمل نہ کیا تو یہ چند سطور اُن کے سامنے کیا وقار رکھتی ہیں خدائے کریم قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ہم جتنا اہل نفاق کو اپنے عذاب سے ڈراتے ہیں وہ اور شدید ہوتے جاتے ہیں و نخوفہم فما یزیدہم الا طغیانا کبیراً اہل سنت نے جب کوئی چارہ نہ دیکھا تو ثلاثہ کی آڑ لی افسوس ہے کہ وہ بھی ناکافی رہی اسعد بن ابراہیم بن الحسین بن علی الحبلی نے کتاب اربعین میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؑ نے روبروئے ابوبکر بہ موجب حدیث غدیر اپنی امامت پر استدلال کیا ہے دیکھو جلد دوم حدیث غدیر کا صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ پس حضرت امیرؑ کا روبروئے ثلاثہ و دیگر مواقع پر حدیث غدیر کو بحث خلافت میں پیش کرنا اسی بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ مولے کو اولیٰ جانتے تھے مفاد حدیث غدیر ایسا نہیں کہ جسکو کوئی عالم اہل سنت نہ سمجھا ہو اپنے اپنے مقام پر سب جانتے ہیں مگر بہ مصلحت انجان ہو رہے ہیں سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ خواص الامۃ میں لکھا ہے کہ معرکہ صفین میں قیس بن سعد عبادہ انصاری نے بہ مقابلہ منکرین امامت یہ اشعار پڑھے ؎

قلت لما بغی العدو علینا حسبنا ربنا ولنعم الوکیل وعلی امامنا وامام لسوانا بہ اتی التنزیل

وعلی امامنا من کنت مولاہ فہذا مولاہ خطب جلیل انما قالہ النبی علی الامۃ تم ما فیہ قال و قیل

خلاصہ کلام قیس یہ ہوا کہ حضرت امیرؑ سب پر امام ہیں اور آپ کی امامت کا گلو بند اطاعت سب کی گردن میں پڑا ہوا ہے آنحضرت کا من کنت مولاہ بحق علی کہنا ایسا خطاب جلیل ہے جس میں راہ قال و قیل بالکل بند ہے سبط ابن جوزی نے بعد نقل اشعار بالا کمیت شاعر عرب کے ابیات درج کئے ہیں جنسے صاف طور پر نمایاں ہے کہ آنحضرت نے جناب امیرؑ کو امت پر حاکم و امیر گردانا ہے مگر مسلمانوں نے رسول صلعم کے ارشاد کی تعمیل نہ کی اور خلافت کو بالکل فروخت کر ڈالا جسکے خلافت مرتضوی کے تلف کرنے پر لوگوں نے کمر مذہبی کی اسطرح کسی طرح کا حق برباد نہیں کیا گیا وہ شعر یہ ہیں ؎

نفی عن عینک الارق الہجوعا    وھما یمتری عند الدموعا    لدی الرحمن یشفع بالمثانی
فکان لنا ابو حسن شفیعا    ویوم الدوح دوح غدیر خم    ابان لہ الولایۃ لو اطیعا
ولکن الرجال تبایعوھا    فلم ار مثلہا خطیرا

کمیت موصوف کی عبد الرحیم عباسی نے کتاب معاہد التنصیص میں بڑی تعریف کی ہے اور جلہ شعرار عرب سے اُنکو تسلیم کیا ہے ہائے افسوس سنی صاحبان چشم انصاف بند کئے ہوئے ہیں نہ خود اپنی کتابیں دیکھتے ہیں نہ ہمارے لکھے ہوئے مضامین پر نظر ڈالتے ہیں کچا پکا جو کچھ کہ سمجھ میں آگیا ہے اسی پر بجتے ہیں عرب وعجم کے اکثر ناثر و ناظم لوگوں نے حدیث غدیر کو اونے بہ تصرف سمجھا ہے حکیم سنائی جنکو ملا جامی نے نفحات الریاحین میں کبرائے طائفہ صوفیہ سے لکھا ہے فرماتے ہیں ؎ حضرت مصطفیٰ بروز غدیر    کردہ بر شرع خود مرا ورا امیر
شیخ فرید الدین عطار جن کے نام نامی سے سنیوں کا بچہ بچہ واقف ہے مثنوی مظہر حق میں لکھتے ہیں

چوں خدا گفتہ ست در خم غدیر    یا رسول اللہ ز آیات منیر
ایہا الناس ہیں لود امام او    زانکہ از حق آمدہ پیغام او
گفتہ و کن با خلائق این دعا    منیت اندیم خود رسولم ربنا
ہرچہ حق گفتہ ست من خود آں کنم    بر تو من اسرار حق اساں کنم
چونکہ جبریل آمد و با من بہ گفت    من بگویم با شما راز نہفت
ایں چنیں گفتہ ست قہار جہاں    حق و قیوم خدائے غیب داں
مرتضیٰ والی دریں ملک من ست    ہر کہ ایں سر را ندا درز ن است۔

اگر حسب خیال بعض حضرات سنیہ مولے بہ معنی اولے نہوتا تو یہ بزرگوار جنکو اساطین کہتے ہیں اُس شخص کو جن سے کیوں تشبیہہ دیتے جو کہ اولی بہ تصرف کا منکر ہے جن علما نے مولا کو محب و ناصر سمجھ کر اولے ہونے سے انکار کیا ہے وہ شیخ فرید الدین عطار کے نزدیک لباس زنانہ سے آراستہ ہیں۔ دیدہ باید شیخ عطار سے مخالفت کر کے کون صاحب بی تشکورن کی کوٹھی بنکر آنکیا کرتی دستنہ جوڑ ما بینکر ناک پر انگلی رکھکے کہتے ہیں کہ گو کیسا ہی ثبوت دو ہم تو بہ تقلید شاہ صاحب وہی کہے جاینگے جو خلاف عقل ہے۔ میں ناظرین کو بہ ثبوت خلافت بلا فصل اسقدر مطالب دکھلا چکا ہوں کہ

انشاء اللہ اہل انصاف فائدہ اُٹھائیں گے اور معاند عنید جلکر خاک سیاہ ہو جائیں گے جاننا اور سمجھنا چاہیے کہ لفظ مولےٰ جسکو غدیر میں حضور انور نے بحق مرتضوی ارشاد فرمایا ایسا لفظ ہی عزت ہی کہ جسکو خدا اور رسول نے اپنی ذات سے جیساں فرمایا ہے دیکھو قرآن میں نعم المولےٰ چند جگہ وارد ہوا ہے نبیؐ نے من کنت مولاہ فرمایا ہے اہل اسلام باعتبار لفظ مولیٰ جیساکہ خدا و نبی کو جانتے ہیں ایسا ہی علیکو سمجھیں گے اگر لفظ موصوف معمولی اور بیقدر ہے تو معاذ اللہ خدا و نبی بھی ان لوگوں کے نزدیک محض بے حقیقت ہیں تمام اسلام میں سوائے علیؑ کے کوئی ایسا با توقیر شخص نہیں جو بعد خدا اور رسول مومنین کا مولیٰ ہو حضرت ابوبکر وعمر نے گو کہ بڑی باشوکت سلطنت کی اور زبردستی خلیفۂ رسول کہلوایا مگر آج تک کسی نے انکو مولےٰ نہیں کہا اور نہ کہہ سکتا ہے شاہ علی حسن صاحب جایسی صوفی نے مولے کا خوب فیصلہ کیا ہے صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہیں ؎

عبث در معنی من کنت مولیٰ میروی ہر سو علی مولےٰ باین معنی کہ پیغمبر بود مولےٰ

یعنی مولےٰ کی معنی تجویز کرنے میں اہل اسلام خواہ مخواہ پس و پیش کرتے ہیں علی اُس معنی سے مولےٰ ہیں جیسے رسول مولےٰ ہیں مسلمان صاحب جس حیثیت سے بمقابلۂ خود رسول کو جانتے ہیں اُسی صورت سے علیؑ کو سمجھیں جیسے نبی مولےٰ ہیں ویسے ہی علی مولیٰ ہیں ایک عام مثال بیان کرتا ہوں جس سے مولےٰ کے معنی حاکم و سردار کے ہیں یہ قول مشہور ہے کہ ”ضربۃ غلام اہانۃ المولیٰ“ یعنی غلام کا پیٹنا اُس کے آقا کی اہانت ہے پس بعد نبی حضرت امیرؑ تمام مسلمانوں کے آقا ہیں اور جملہ اہل اسلام اُن کے غلام۔ حضرات اہل سنت کی خدمت میں دست ادب باندہ کر عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ بلا حنفۂ مذہب رسالہ ہذا کے مضامین پر نظر ڈالکر فائدہ دینی اُٹھائیں اور اگر ان مضامین کے باطل کرنے پر قدرت رکھتے ہیں تو زور قلم دکھلائیں۔ مومنین بالیقین حقیر کے انجام بخیر ہونے کی دعا فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ

تمام شد